عطر المجالس

ایسے موضوعات پر مختصر دروس جن سے مسلمانوں کو ناواقف نہیں رہنا چاہیے

جمع و ترتیب: ترکی بن ابراهیم الخنیزان

اردو ترجمہ: ڈاکٹر ظل الرحمن لطف الرحمن تیمی

BASEERAT

عطر المجالس

مختصر دروس پر مشتمل ایسے موضوعات
جن کا جاننا اور سمجھنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے

جمع وترتیب
ترکی بن ابراہیم الخنیزان

اردو ترجمہ
ڈاکٹر ظل الرحمن لطف الرحمن تیمی

فہرست کتاب

موضوعات	صفحہ نمبر
مقدمہ	۸
ایمان کے ارکان	۱۲
اللہ تعالیٰ پر ایمان	۱۶
شرک-سب سے عظیم گناہ	۲۰
شرک اکبر	۲۰
شرک اصغر	۲۳
فرشتوں پر ایمان	۲۶
کتابوں پر ایمان	۳۰
ایمان بالرسل	۳۲
آخرت کے دن پر ایمان	۳۵
قیامت کی نشانیاں	۳۸
اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانا	۴۱
تقدیر پر ایمان لانے کے ثمرات	۴۴
ارکان اسلام	۴۷

شہادتین-اس بات کی گواہی دیناکہ محمدﷺ اللہ کے رسول ہیں	۵۰
دین میں بدعت	۵۲
نماز	۵٦
طہارت	۵۸
وضوکاطریقہ	٦١
وضوکی غلطیاں	٦۴
موزوں (خف وجراب وغیرہ)پر مسح کرنا	٦۸
نواقض وضو	٦۹
غسل کوواجب کرنے والی چیزیں	۷١
غسل جنابت کاطریقہ	۷۳
تیمم	۷۵
تیمم کاطریقہ	۷٦
تیمم کے احکام	۷٦
حیض اور نفاس والی عورت کی طہارت	۷۸
نمازکے شروط—(١)	۸۲
نمازکے شروط—(۲)	۸٦

ارکان صلاۃ	۸۹
جوارکان نماز میں سے کوئی رکن بھول جائے یا چھوڑدے	۹۲
نماز کے واجبات	۹۴
نماز کی طرف جانے کے آداب	۹۶
نماز کا طریقہ	۹۹
نمازیوں کی غلطیاں(۱)	۱۰۵
نمازیوں کی غلطیاں(۲)	۱۰۸
نمازیوں کی غلطیاں(۳)	۱۱۱
نمازیوں کی غلطیاں(۴)	۱۱۴
نمازیوں کی غلطیاں(۵)	۱۱۷
سجدۂ سہو کے احکام(۱)	۱۲۰
سجدۂ سہو کے احکام(۲)	۱۲۳
سجدۂ سہو کے احکام(۳)	۱۲۶
عذروالوں کی نماز کے احکام	۱۳۰
جمعہ کے دن کے احکام وآداب	۱۳۴
عیدین کی نماز کے احکام	۱۳۸

جنازے کے احکام (۱)	۱۴۱
جنازے کے احکام (۲)	۱۴۴
جنازے کے احکام (۳)	۱۴۷
زکوۃ کے احکام (۱)	۱۵۰
زکوۃ کے احکام (۲)	۱۵۳
صدقۃ الفطر کے احکام	۱۵۶
صیام کے احکام (۱)	۱۵۸
صیام کے احکام (۲)	۱۶۱
حج کے احکام	۱۶۳
خیر خواہی	۱۶۸
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر	۱۷۰
اسلام میں اخلاق کا مقام و مرتبہ ـــ(۱)	۱۷۳
اسلام میں اخلاق مقام و مرتبہ ـــ(۲)	۱۷۷
مالی معاملات کے احکام	۱۸۱
کھانے کے احکام	۱۸۵
کھانے کے آداب	۱۸۸
مسلمان مرد و خواتین کے لباس کے احکام ـــ(۱)	۱۹۲

مسلم مرد و خواتین کے لباس کے احکام—(2)	۱۹۵
خلاصۂ کلام	۱۹۸
مراجع و مصادر	۲۰۰
فہرست کتاب	۲۰۲

مقدمہ

ہر طرح کی تعریف اللہ تعالی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ درود وسلام نازل ہو نبی امین محمد ﷺ پر اور ان کی آل واولاد اور تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر.....

امابعد!

اللہ تعالی کا فرمان ہے:" قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ" (الزمر:۹) ترجمہ:"بتاؤ تو علم والے اور بے علم کیا برابر ہو سکتے ہیں؟" نیز اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:"مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ" یعنی "اللہ تعالی جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے" (متفق علیہ)۔ اہل علم نے کہا ہے: حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالی جس کے ساتھ خیر کا ارادہ نہیں کرتا، اسے دین کی سمجھ نہیں عطا کرتا ہے۔

جن شرعی علوم کا سیکھنا مسلمانوں پر فرض اور واجب ہے ان کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: وہ علم ہے جس کا سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے، اور یہ وہ علم ہے جس کے ذریعہ انسان اپنے عقائد، عبادات اور ان معاملات کی اصلاح کرتا ہے جنہیں وہ انجام دیتا ہے۔ اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ قول ہے:"مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا

فَهُوَ رَدٌّ" یعنی "جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے طریقہ کے خلاف ہے تو وہ مردود ہے" (متفق علیہ)۔ یعنی جس نے اللہ تعالی کی کوئی ایسی عبادت کی جو اللہ تعالی اور اس کی شریعت کے مطابق نہ ہو تو اس کا عمل اللہ تعالی کے نزدیک مردود ہے، مقبول نہیں۔

دوسری قسم: وہ علم ہے جس کا سیکھنا ہر مسلمان پر فرض نہیں ہے اور یہ فرض علم سے زائد کا سیکھنا ہے، جو فرض کفایہ ہے۔ اگر امت کے کچھ افراد اسے سیکھ لیں تو یہ تمام لوگوں کی طرف سے کافی ہو جائے گا اور بقیہ لوگوں کا بھی گناہ زائل ہو جائے گا۔

میں نے اس کتاب میں ان چیزوں کو جمع کرنے اور ترتیب دینے کی کوشش کی ہے جن سے عام مسلمانوں کو عقائد، احکام، اخلاق اور معاملات کے سلسلے میں بالکل بھی ناواقف نہیں رہنا چاہیے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ مستند اور متحقق معلومات، آسان اسلوب اور عام فہم زبان میں پیش کی جائیں تاکہ عام لوگ آسانی سے سمجھ سکیں۔ پھر میں نے انہیں چھوٹی چھوٹی مجلسوں اور مختصر دروس کے مطابق تقسیم کیا ہے تاکہ ان کا سیکھنا اور سکھانا مزید آسان ہو۔

امید ہے کہ یہ کتاب مسلمانوں کے ہر طبقہ کے لیے مفید ثابت ہو گی۔

❖ مسلمان خاندان وقفہ وقفہ سے ایسی مخصوص نشستیں منعقد کر سکتے ہیں، جن میں یہ کتاب اور اس کے علاوہ دیگر مفید کتابیں پڑھی جائیں۔

- ❖ ائمہ حضرات نماز ادا کرنے کے بعد اپنی مسجد کے نمازیوں کے سامنے اسے پیش کر سکتے ہیں۔
- ❖ دعاۃ الی اللہ اپنے دروس و محاضرات میں اس کتاب کی مدد سے تذکیر وخطاب کے علاوہ ترغیب وترہیب کا بھی فریضہ انجام دے سکتے ہیں۔
- ❖ مدارس، اسکولوں اور کالجوں کے اساتذہ اپنے اپنے طلباء کے لیے اس میں سے مناسب معلومات منتخب کر کے ان کے سامنے پیش کر سکتے ہیں تاکہ ان کے اندر دین کی صحیح سمجھ پیدا ہو اور وہ دنیا و آخرت دونوں جہاں کی کامیابیوں سے ہمکنار ہو سکیں۔
- ❖ آڈیو اور ویڈیو چینلز بھی اس کی معلومات کو اپنے اپنے حلقوں میں پیش کر سکتے ہیں۔
- ❖ مسلم مرد و خواتین انفرادی طور پر اسے پڑھ سکتے ہیں اور استفادہ حاصل کر سکتے ہیں یا اپنے اعزہ واقارب اور محبین کے ساتھ ملکر اسے پڑھ سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ بھی اس کتاب سے استفادہ کے بہت سارے طریقے ہو سکتے ہیں۔ میں اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کے پڑھنے، سننے اور لکھنے والے کے لیے اسے مفید بنادے۔

میں نے اس کتاب کے اندر موجود معلومات کو اہلِ علم وفضل کی مستند کتابوں اور مؤقر علماء کرام کے فتاوی سے جمع کیا ہے۔ میں نے نئے سرے سے انہیں ترتیب دے کر

حوالۂ قرطاس کیاہے۔ یہ ایک انسانی کاوش ہے جس میں کمیوں اور غلطیوں کا امکان ہے۔ میری یہ کاوش پہلے اللہ کی رہنمائی وہدایت اور پھر ان لوگوں کے مشورے اور اصلاح کی محتاج ہے، جو اس سے مطلع ہوں۔

میں اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ اسے خالص اپنی خوشنودی کے لیے قبول فرمائے اور نافع بنائے۔ اس میں جو غلطی اور کمی ہے اسے معاف فرمادے۔ میں اس پاک ذات سے یہ دعا بھی کرتا ہوں کہ اس کتاب کی تالیف میں جس کسی نے بھی میری مدد کی ہے، اسے بہترین بدلہ دے اور مجھے خیر کی ہدایت وتوفیق عطا فرمائے۔ آمین

ترکی بن ابراہیم الخنیزان

۱۴۴۰/۱۲/۰۵ ہجری

ایمان کے ارکان

اس کتاب کے اندر موجود دروس میں ہم ان شاء اللہ ان موضوعات سے متعلق باتیں کریں گے جن کا جاننا اور سمجھنا ایمان، عبادات، اخلاقیات اور معاملات کے سلسلے میں ہر مسلمان کے لیے نہایت اہم ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں ان سے فائدہ پہنچائے۔ آمین۔

آج کے درس میں ہماری گفتگو ایمان کے متعلق ہو گی۔ ایمان ہی وہ شے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے عمل کی قبولیت اور جنت میں داخل ہونے کے لئے شرط قرار دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:" وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَـٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُم مَّشْكُورًا "(الاسراء:۱۹) یعنی "اور جس کا ارادہ آخرت کا ہو اور جیسی کوشش اس کے لیے ہونی چاہیے، وہ کرتا بھی ہو اور وہ باایمان بھی ہو، پس یہی لوگ ہیں جن کی کوشش کی اللہ کے ہاں پوری قدردانی کی جائے گی"۔

ایمان : زبان سے اقرار، دل سے اعتقاد اور اعضاء سے عمل کا نام ایمان ہے۔ ایمان اطاعت کے ذریعہ بڑھتا ہے اور معصیت کے سبب کم ہوتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے ایمان میں اضافہ فرمائے اور ہمارے دلوں میں اس کی تجدید فرمادے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے حدیثِ جبریل میں ایمان کے ارکان کو بیان کیا ہے۔ جب جبریل نے ان سے پوچھا: "ہمیں ایمان کے متعلق بتائیے"، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: " أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ" یعنی "یہ کہ تم اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور آخری دن (یوم قیامت) پر ایمان رکھو اور اچھی اور بری تقدیر پر بھی ایمان لاؤ"۔ (اسے مسلم نے روایت کیا ہے)۔

جب یہاں ایمان کا مفہوم پوری طرح واضح ہو گیا تو اب آپ کے سامنے ایمان کے بعض ثمرات اور اس کے مبارک اثرات بیان کیے جا رہے ہیں، جو آپ کو آپ کے ایمان کے بقدر حاصل ہوں گے:

- ایمان کے ان ثمرات میں سے مومن کو دونوں جہاں میں پاکیزہ زندگی کا حاصل ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ" (النحل:٩٧) ترجمہ: "جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، لیکن باایمان ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے، اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور ضرور دیں گے."

- ایمان کے انہی ثمرات میں سے مومن کو امن وہدایت کا حاصل ہونا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: "الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ" (الانعام: ٨٢) ترجمہ: "جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے

ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے، ایسوں ہی کے لئے امن ہے اور وہی راہِ راست پر چل رہے ہیں"۔

- ایمان کے انہی ثمرات میں سے مومن کو حاصل ہونے والی دل کی ثابت قدمی ہے۔ارشادِ ربانی ہے" :يُثَبِّتُ اللَّـهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ "(الابراہیم:۲۷)یعنی"ایمان والوں کواللہ تعالیٰ پکی بات کے ساتھ مضبوط رکھتاہے،دنیاکی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی"۔

- ایمان کے انہی ثمرات میں سے مؤمن کے لیے فرشتوں کا مغفرت طلب کرنا بھی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:" الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا " (الغافر:۷) یعنی"عرش کے اٹھانے والے اور اس کے آس پاس کے (فرشتے) اپنے رب کی تسبیح حمد کے ساتھ ساتھ کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے استغفار کرتے ہیں"۔

- ایمان کے انہی ثمرات میں سے مؤمن پر شیطان کا مسلط نہ ہونا بھی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:" إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ"(النحل:۹۹) "ایمان والوں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھنے والوں پر اس کا زور مطلقاً نہیں چلتا"۔

- ایمان کے انہی مبارک اثرات میں سے مؤمنین کی جانب سے اللہ تعالی کا دفاع کرناہے۔ارشادِ ربانی ہے: "إِنَّ اللَّـهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا ۗ "

(الحج:38) یعنی "سن رکھو! یقیناً سچے مؤمنوں کے دشمنوں کو خود اللہ تعالیٰ ہٹا دیتا ہے۔"

اس درس میں ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ ان شاء اللہ اگلی ملاقات میں ہم ایمان کے ارکان میں سے پہلے رکن "اللہ تعالی پر ایمان" کے سلسلے میں باتیں کریں گے۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان

اس درس میں ہماری گفتگو ایمان کے ارکان میں سے پہلے رکن کے سلسلے میں ہے۔ ایمان کا پہلا رکن اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے۔ یہ چار امور پر مشتمل ہے:

۱) اللہ تعالیٰ کے وجود پر ایمان: اللہ سبحانہ تعالیٰ کے وجود پر عقل اور فطرت دونوں دلالت کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ اس پر بہت سارے شرعی دلائل بھی موجود ہیں۔ ہر مخلوق فطری طور پر اپنے خالق پر ایمان کے ساتھ پیدا کی گئی ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: " مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، أَوْ يُمَجِّسَانِهِ "(متفق علیہ)۔ ترجمہ: "ہر مولود فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے، لیکن اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں" جہاں تک اللہ تعالیٰ کے وجود پر عقل کی دلالت کی بات ہے تو ارشاد ربانی ہے: " أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ "(الطور: ۳۵) ترجمہ: "کیا یہ بغیر کسی (پیدا کرنے والے) کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا یہ خود پیدا کرنے والے ہیں؟ یعنی یہ مخلوقات اچانک بغیر خالق کے پیدا نہیں ہو گئیں، اسی طرح انہوں نے اپنے آپ کو بھی نہیں پیدا کیا، تو اب کچھ اور نہیں بچا سوائے اس کے کہ وہ غالب جاننے والی پاک ذات کی تدبیر سے پیدا کی گئیں، جس نے انھیں پیدا کیا اور درست بنا دیا اور جس نے اندازہ لگایا اور راہ دکھائی۔

۲) اللہ تعالی پر ایمان، اللہ تعالی کی ربوبیت کو شامل ہے، یعنی ہم ایمان لائیں کہ اللہ عزوجل ہی ہر چیز کا تنہا پروردگار اور خالق ہے۔ ہر چیز کا مالک ہے۔ تمام امور جیسے رزق عطا کرنا، زندہ کرنا، مارنا اور بارش نازل کرنا وغیرہ کی تدبیر کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ارشاد ربانی ہے: أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (الاعراف:۵۴) ترجمہ:"یاد رکھو اللہ ہی کے لئے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا، بڑی خوبیوں سے بھرا ہوا ہے اللہ، جو تمام عالم کا پروردگار ہے"۔

۳) اسی طرح اللہ تعالی پر ایمان لانا، اللہ سبحانہ کی الوہیت کو شامل ہے۔ وہ اس طرح کہ ہم ایک اللہ تعالی کی عبادت کریں۔ غیر اللہ کے لیے ہم کسی بھی قسم کی عبادت نہ کریں۔ اللہ عزوجل کے علاوہ کے لیے جس کی بھی عبادت کی جاتی ہے ہم اس سے برأت کا اظہار کریں، اور یہی لاالہ الا اللہ کی گواہی کا تقاضا بھی ہے۔

اور جہاں تک ایک اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہیں کرنے کی بات ہے تو وہ ظاہری و باطنی اقوال وافعال میں سے ہر اس قول و فعل کو شامل ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے اور جس سے وہ راضی ہوتا ہے۔ وہ نماز، دعا، ذبح، نذر، مدد طلب کرنے، پناہ مانگنے، خوف اور امید وغیرہ سب کو شامل ہے۔

توحید الوہیت کو توحید عبادت بھی کہا جاتا ہے۔ توحید عبادت تمام آسمانی رسالتوں کی اصل اور بنیاد ہے۔ ارشاد ربانی ہے:"وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ" (النحل:۳۶) ترجمہ:"ہم نے ہر امت میں

رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو"۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے: "طاغوت کا معنی ہے: ہر وہ چیز بندہ جس کی وجہ سے اپنی حد کو پار کر جائے خواہ وہ باطل معبود کی عبادت ہو یا بلا دلیل کسی کی اتباع ہو یا کسی کی غیر درست اطاعت"۔

امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے: طاغوت بہت سے ہیں، اور ان کے سردار پانچ ہیں:

- ❖ ابلیس، اللہ کی اس پر لعنت ہو۔
- ❖ جس کی عبادت کی جائے اور وہ راضی ہو۔
- ❖ جو لوگوں کو اپنی ذات کی عبادت کی طرف دعوت دے۔
- ❖ جو علم غیب میں سے کسی چیز کا دعوی کرے۔
- ❖ اور جو، اللہ نے جو کچھ نازل کیا ہے، اس کے علاوہ سے فیصلہ کرے[1]"۔

۴) اور ان چیزوں میں سے جو ایمان باللہ کے اندر شامل ہیں، اللہ تعالی کے اسماء حسنی پر ایمان لانا ہے، اور وہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالی کے ان اسماء وصفات پر ایمان لائیں جنہیں اللہ تعالی نے اپنی ذات کے لیے ثابت کیا ہے اور جنہیں اس کے نبی محمد ﷺ نے ثابت کیا ہے۔ ان پر بغیر تحریف، تعطیل، تکییف اور تمثیل کے اسی طریقہ سے ایمان

---

[1]۔ ثلاثۃ الأصول وأدلتها، للإمام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ

لایا جائے جیسا اس ذات عزوجل کے لائق ہے۔ارشاد ربانی ہے: "لَیْسَ کَمِثْلِهِ شَیْءٌ وَهُوَ السَّمِیعُ الْبَصِیر" (الشوری:۱۱)ترجمہ:"اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ سننے اور دیکھنے والا ہے"۔

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے دلوں کو ایمان سے بھر دے۔انہیں یقین پر ثابت قدم رکھے، انہیں اخلاص سے مزین کر دے۔ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلی ملاقات میں ہم ان شاءاللہ سب سے عظیم ترین گناہ کے بارے میں بات کریں گے جس کے ذریعہ اللہ تعالی کی نافرمانی کی جاتی ہے اور وہ عظیم ترین گناہ شرک ہے۔

شرک-سب سے عظیم گناہ

اس درس میں ہماری گفتگواس عظیم ترین گناہ سے متعلق ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالی کی نافرمانی کی جاتی ہے، جو اللہ پر ایمان اوراس کی توحید کے منافی ہے، جان لواور وہ اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرنا ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:"إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ " (لقمان:۱۳) ترجمہ:"بے شک شرک بڑا بھاری ظلم ہے"۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ کون سا گناہ اللہ کے نزدیک سب سے عظیم ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "أَنْ تَجْعَلَ لِلهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ "ترجمہ:"یہ کہ تم اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراؤحالانکہ اس نے تم کو پیدا کیاہے"(متفق علیہ)۔"ند"کا معنی شریک ہے۔

شرک کی دو قسمیں ہیں: شرک اکبراور شرک اصغر

شرک اکبر: اور یہ گناہوں میں سب سے زیادہ عظیم ہے۔اللہ تعالی اسے معاف نہیں کرے گا مگراس سے جو توبہ کرلے۔یہ تمام اعمال کو برباد کرنے والا گناہ ہے۔جو شخص بھی اس گناہ پر مراتو -العیاذ باللہ۔ وہ ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہے گا۔ارشاد ربانی ہے: "إِنَّ اللهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ وَمَن يُشْرِكْ بِاللهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا" (النساء:48) ترجمہ:"یقیناًاللہ تعالی

اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ کیا اور بہتان باندھا"۔

اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے:"وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ بَلِ اللهَ فَاعْبُدْ وَكُن مِّنَ الشَّاكِرِينَ" (الزمر:٦٥-٦٦) ترجمہ:"یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا۔ بلکہ تو اللہ ہی کی عبادت کر اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جا"۔

شرک اکبر کی تعریف یہ ہے کہ انسان اللہ کی ربوبیت، الوہیت اور اس کے اسماء وصفات میں اس کا شریک یا مثیل بنائے۔

- شرک کبھی تو ظاہری ہوتا ہے جیسا کہ کوئی بتوں کی پوجا کرے یا اہل قبور اور بتوں کو پکارے۔
- کبھی شرک خفی ہوتا ہے جیسا کہ اللہ کے علاوہ مختلف معبودانِ باطلہ پر بھروسہ کرنے والوں یا منافقین کا شرک وکفر۔

١. کبھی شرک اعتقاد میں ہوتا ہے، مثلاً کوئی شخص یہ اعتقاد رکھے کہ کوئی اور ہے جو پیدا کرتا ہے، روزی دیتا ہے اور غیب کا علم جاننے میں اللہ تعالی کے ساتھ شریک ہے، یا غیر اللہ کی عبادت کے جواز کا اعتقاد رکھے، یا یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ کے ساتھ کوئی اور

ہے جس کی مطلق اطاعت کی جائے گی یا وہ کسی مخلوق سے معبود والی ایسی محبت کرے جیسا کہ وہ اللہ عزوجل سے محبت کرتا ہے۔

۲. کبھی شرک اقوال میں ہوتا ہے، جیسا کہ مردوں اور غائبوں سے دعا مانگنا، پناہ طلب کرنا اور مدد طلب کرنا۔

۳. کبھی شرک افعال میں ہوتا ہے، جیسا کہ کوئی شخص غیر اللہ کے لیے ذبح کرے، یا نماز پڑھے یا سجدہ کرے۔ اللہ تعالی نے فرمایا: " قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ (الانعام: ۱۶۲-۶۳)" ترجمہ: آپ فرمادیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا مالک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں میں سے پہلا ہوں"۔

اللہ تعالی ہمیں شرک جلی و خفی دونوں سے محفوظ رکھے۔ اس درس میں ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں اللہ کی مشیت سے ہم شرک کی دوسری قسم "شرک اصغر" کے سلسلے میں اپنی بات مکمل کریں گے۔

شرک اصغر

ہماری گفتگو شرک کی اقسام کے متعلق چل رہی ہے۔ آج ہماری بات شرک کی دوسری قسم سے متعلق ہوگی اور وہ شرک اصغر ہے: -

شرک اصغر سے مراد ہر وہ چیز ہے جسے کتاب وسنت میں شرک کہا گیاہے, اور شریعت کے دوسرے نصوص اس بات پر دلالت کرتے ہوں کہ اس کا مرتکب اسلام سے خارج نہیں ہوگا۔اور شرک اصغر میں جو چیزیں داخل ہوں گی وہ درج ذیل ہیں:

ا. **ریا:** نبی کریم ﷺ نے فرمایا:" إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكَ الأَصْغَرَ"، قالوا: وما الشرك الأصغر يا رسول الله؟ قال: الرِّيَاءُ، يَقُولُ الله لَهُمْ يَوْمَ يُجَازِي الْعِبَادَ بِأَعْمَالِهِمْ: اذْهَبُوا إِلَى الَّذِينَ كُنْتُم تُرَاءُونَ فِي الدُّنْيَا، فَانْظُرُوا هَلْ تَجِدُونَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً "ترجمہ:"میں سب سے زیادہ جس چیز سے تم لوگوں کے سلسلے میں ڈرتا ہوں وہ شرک اصغر ہے، صحابۂ کرام نے عرض کیا: شرک اصغر کیا ہے اے اللہ کے رسول؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ریا، اللہ تعالی بندوں سے اس دن کہے گا جس دن انہیں ان کے اعمال کا بدلہ دے گا، تم ان لوگوں کے پاس چلے جاؤ جنہیں تم دنیا میں دکھلاتے تھے، تو دیکھو کیا تم ان کے پاس جزا پاتے ہو"۔اسے امام احمد نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔ ریا ظاہری طور پر عبادت کو اچھی طرح ادا کرنا یا

لوگوں کو دکھانے کی نیت سے اوران کی تعریف حاصل کرنے کے لیے اس کا اظہار کرنا یااس کے بارے میں بتاناہے۔

٢. کسی ایسی چیز کے بارے میں یہ اعتقادرکھنا کہ وہ نفع حاصل کرنے یامصیبت دور کرنے کا سبب ہے، جسے اللہ نے اس کا سبب نہیں بنایاہے۔اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:" إِنَّ الرُّقَى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ "ترجمہ: "جھاڑ پھونک، تعویذ گنڈااور تولہ(جادوئی عمل)شرک ہے"۔(اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیاہے اور علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیاہے)۔رقی سے مراد: ایسا جھاڑ پھونک ہے جس کا معنی نہ سمجھا جائے، یاایسا جھاڑ پھونک جو اللہ کے ساتھ شرک پر مشتمل ہو۔ تمائم: ہر وہ چیز جو نظر بد سے دور رکھنے کے لیے انسان یا حیوان یااثاثوں پر[2] لٹکایا[3] جائے۔اور تولہ سے مراد سحر (جادو) کی وہ قسم ہے جس کے بارے میں اس کاارتکاب کرنے والے گمان کرتے ہیں کہ وہ بیوی کو شوہر کا محبوب اور شوہر کو بیوی کا محبوب بناتاہے۔

---

2 ۔تمائم کو تمائم اس لیے کہتے ہیں کہ اسے لٹکانے والوں کے اندر اس بات کااعتقاد ہوتاہے کہ اس کے ذریعہ ان کا مقصد حاصل ہو جائے گااور وہ محفوظ رہیں گے۔

٣ ۔شرک کی معاصر کی قسموں میں سے ایسے کنگن یاہار کا لٹکاناہے جو نیلی آنکھ کی تصویر پر مشتمل ہوتاہے,اس کے متعلق ان کا یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ وہ نظر بد کو دور کرے گا,اورانہیں میں سے ایک وہ ہے جس کا نام دیوار یاامیدوں کا درخت رکھا جاتاہے,اس پر وہ اپنی آرزوں کو لٹکاتے ہیں اور اس بات کا گمان رکھتے ہیں کہ وہ اس کو پورا کرے گا,یہ اور اس جیسے امور نہایت خطرناک ہیں,چنانچہ اگر کسی نے ان کے سلسلے میں اس بات کااعتقادرکھاکہ وہ بذات خود نفع ونقصان پہنچاتے ہیں تو یہ شرک اکبر ہوگاجو انسان کو دین سے خارج کردے گا,اوراگر اس بات کااعتقادرکھاکہ وہ خیر کے حاصل کرنے اور شرک کو دور کرنے کا سبب ہے تو وہ شرک اصغر ہوگا۔

۳. الفاظ میں شرک: جیسے غیر اللہ کی قسم کھانا، اور کہنے والے کا یہ کہنا: جو اللہ نے چاہا اور تو نے چاہا، اگر اللہ اور فلان نہ ہوتے تو ایسا ہوتا، اور اس طرح کے دوسرے الفاظ۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ" ترجمہ: "جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی تو اس نے کفر کیا یا شرک کیا"۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے، اور اسے البانی نے صحیح قرار دیا ہے)۔ اور اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: " لا تَقُولُوا: "مَا شَاءَ الله وَشَاءَ فُلانٌ" وَلَكِنْ قُولُوا: "مَا شَاءَ الله ثُمَّ شَاءَ فُلانٌ" ترجمہ: "تم لوگ یہ نہ کہو: جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے، لیکن یہ کہو: جو اللہ چاہے پھر فلاں چاہے"۔ (اسے ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے اور اسے البانی نے صحیح قرار دیا ہے)۔

اللہ تعالی ہمیں اخلاص اور حسن عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالی ہمیں مکمل طور پر ریا سے محفوظ رکھے۔ ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں ہم اللہ کی مشیت سے ارکان ایمان میں سے دوسرے رکن: "فرشتوں پر ایمان" کے سلسلے میں گفتگو کریں گے۔

فرشتوں پر ایمان

ایمان کے ارکان کے سلسلے میں ہماری گفتگو چل رہی ہے۔اس درس میں ہماری گفتگو ایمان کے دوسرے رکن سے متعلق ہےاور وہ ہے "فرشتوں پر ایمان"۔

فرشتوں پر ایمان: یہ ہے کہ ہم ان کے وجود پر ایمان لائیں اور یہ کہ وہ معزز بندے ہیں۔اللہ تعالی نے انہیں نور سے پیدا کیا ہے۔انہیں اپنی اطاعت کے لیے استعمال کیا ہے۔اللہ تعالی انہیں جو بھی حکم دیتا ہے ان میں وہ اللہ تعالی کی نافرمانی نہیں کرتے ہیں بلکہ وہ انہیں بعینہ انجام دیتے ہیں۔ارشاد ربانی ہے:" آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ" (البقرة:۲۸۵) ترجمہ: "رسول ایمان لائے اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتری اور مؤمن بھی ایمان لائے، یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے"۔

۱. فرشتے اللہ تعالی کے مطیع اور فرمانبردار بندے ہیں۔اللہ تعالی نے ان کے متعلق فرمایا:" لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ" (الانبیاء:۲۷) ترجمہ: "کسی بات میں اللہ پر پیش دستی نہیں کرتے بلکہ اس کے فرمان پر کاربند ہیں"۔

اور اللہ تعالی نے دوسرے مقام پر فرمایا:" لَّا يَعْصُونَ اللهَ مَا أَمَرَهُمْ

وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ" (التحریم:٦) ترجمہ: "انہیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے، بجالاتے ہیں"۔

٢. فرشتوں کی تخلیقی صفت کے بارے میں وارد ہوا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: "الْحَمْدُ لِلهِ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَاعِلِ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا أُولِي أَجْنِحَةٍ مَّثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ إِنَّ اللهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" (الفاطر:1) ترجمہ: "اس اللہ کے لیے تمام تعریفیں سزاوار ہیں جو (ابتداءً) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا اور دو دو، تین تین، چار چار پروں والے فرشتوں کو اپنا پیامبر (قاصد) بنانے والا ہے، مخلوق میں جو چاہے زیادتی کرتا ہے اللہ تعالیٰ یقیناً ہر چیز پر قادر ہے"۔ اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ" ترجمہ: "فرشتے نور سے پیدا کیے گئے ہیں" (اسے مسلم نے روایت کیا ہے)۔ اور اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "أُذِنَ لِي أَنْ أُحَدِّثَ عَنْ مَلَكٍ مِنْ مَلَائِكَةِ اللهِ مِنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ إِنَّ مَا بَيْنَ شَحْمَةِ أُذُنِهِ إِلَى عَاتِقِهِ مَسِيرَةُ سَبْعِ مِائَةِ عَامٍ" ترجمہ: "مجھے اجازت دی گئی ہے کہ میں عرش کے اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کے بارے میں بیان کروں۔ ان کے کان کی لو سے لے کر ان کے کندھے تک کی مسافت سات سو سال کی مسافت کے برابر ہے" (اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے)۔

٣. فرشتوں کے اسماء واعمال کے سلسلے میں جو وارد ہوا ہے وہ یہ ہے: جبریل علیہ السلام وحی کے امین ہیں۔ ارشاد ربانی ہے: "نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ

قَلْبِكَ"(الشعراء:١٩٣-١٩٤) ترجمہ:" اسے امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے۔ آپ کے دل پر اترا ہے"۔ میکائیل علیہ السلام بارش اور بارش برسانے پر مامور ہیں۔ ملک الموت یعنی موت کا فرشتہ لوگوں کی روح قبض کرنے پر مامور ہے، اوران فرشتوں میں سے وہ ہیں جو نگراں اور کراماً کاتبین ہیں، جنت اور جہنم کے نگراں ہیں اوران کے علاوہ بھی بہت سارے فرشتے ہیں جنہیں اللہ تعالی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے۔

۴. فرشتوں پر ایمان ان کی محبت ومودت کا تقاضا کرتا ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:" مَن كَانَ عَدُوًّا لِلّهِ وَمَلآئِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللّهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِينَ "(البقرہ:٩٨) ترجمہ:"جو شخص اللہ کا اوراس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا دشمن ہو، ایسے کافروں کا دشمن خود اللہ ہے"۔

۵. مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ فرشتوں کو نقصان اور تکلیف پہنچانے والی چیزوں سے بچے، نبی کریم ﷺ سے مروی ہے:" مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ، وَالثُّومَ، وَالْكُرَّاثَ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ بَنُو آدَمَ" یعنی "پیاز، لہسن اور کراث (پیاز یا لہسن کے پتے) کھا کر کوئی ہماری مسجد سے ہر گز قریب نہ ہو، اس لیے کہ فرشتوں کو ان چیزوں سے تکلیف پہنچتی ہے جن سے انسان تکلیف محسوس کرتے ہیں"۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔ اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:" لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ"

یعنی" فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے ہیں جس میں کتا ہوتا ہے یا تصویر ہوتی ہے"۔(اسے مسلم نے روایت کیا ہے)۔

اللہ تعالی ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو فرشتے پر ایمان رکھتے ہیں اور ان سے محبت کرتے ہیں اور ان چیزوں سے بچائے جو انہیں تکلیف پہنچاتی ہیں۔ ہم اس درس میں اسی پر اکتفا کرتے ہیں اور اللہ سبحانہ تعالیٰ کے حکم سے اگلی ملاقات میں ایمان کے تیسرے رکن "ایمان بالکتب "کے سلسلے میں گفتگو کریں گے۔

کتابوں پر ایمان

اس درس میں ہماری گفتگو ارکان ایمان میں سے تیسرے رکن سے متعلق ہے اور وہ ہے :ایمان بالکتب۔ "ایمان بالکتب" یہ ہے کہ ہم ان تمام کتابوں پر ایمان رکھیں جنہیں اللہ تعالی نے اپنے رسولوں پر نازل فرمایا ہے، جو سارے جہانوں پر حجت، اور ہدایت حاصل کرنے والوں کے لیے ہدایت ہیں۔

- ان میں سے جن کتابوں کا اللہ تعالی نے ذکر کیا ہے، ہم ان پر بطور خاص ایمان رکھیں: جیسے تورات جسے اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام پر نازل کیا۔ انجیل جسے اللہ تعالی نے عیسی علیہ السلام پر نازل فرمایا۔ زبور جسے اللہ تعالی نے داؤد علیہ السلام پر اتارا اور قرآن مجید جسے اللہ تعالی نے محمد ﷺ پر نازل فرمایا۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: " قُولُوا آمَنَّا بِاللهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ "(البقرة:١٣٦) ترجمہ: "اے مسلمانو! تم سب کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس چیز پر بھی جو ہماری طرف اتاری گئی اور جو چیز ابراہیم، اسماعیل، اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) اور ان کی اولاد پر اتاری گئی اور جو کچھ اللہ کی جانب سے موسیٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) اور دوسرے انبیاء (علیہم السلام) کو دیے گئے "۔
- قرآن مجید آسمانی کتابوں میں آخری کتاب ہے۔ یہ اس سے پہلے نازل ہونے والی تمام کتابوں کے لیے ناسخ ہے۔ ارشاد ربانی ہے: " وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ

بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ" (المائدہ:۴۸)

ترجمہ: "اور ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ یہ کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ ہے"۔ اللہ تعالی کا فرمان "مہیمنا علیہ" اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ قرآن مجید تمام سابقہ کتابوں پر حاکم اور ان پر غالب ہے، اور وہ سابقہ تمام کتابوں کے لیے ناسخ ہے۔

- ہر ایک مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اللہ کی کتاب کی تعظیم کرے اور اس کے لیے خیر خواہی کا جذبہ رکھے، وہ اس طرح سے کہ اس کے حلال کو حلال سمجھے، اس کے حرام کو حرام جانے، اس کے قصص وامثال سے عبرت حاصل کرے، اس کے مطابق عمل کرے، اس کی تلاوت ویسے ہی کرے جیسا اس کی تلاوت کرنے کا حق ہے اور اس کا دفاع کرے۔

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی کتاب کو سمجھنے، اس پر غور کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اللہ کے حکم سے ہم اگلے درس میں ایمان کے چوتھے رکن کے سلسلے میں بات کریں گے جو "رسولوں پر ایمان لانا" ہے۔

ایمان بالرسل

اس درس میں ہماری گفتگو ایمان کے چوتھے رکن کے سلسلے میں ہے اور وہ "رسولوں پر ایمان لانا" ہے۔

رسولوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس بات پر ایمان اور اعتقاد رکھیں کہ اللہ تعالی نے ہر امت میں انہیں میں سے رسول مبعوث کئے، انہوں نے اپنی امت کو ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دی جس کا کوئی شریک نہیں۔ طاغوت کی عبادت سے بچنے کی دعوت دی۔ تمام رسول متقی اور امین ہیں۔ ہدایت کی طرف بلانے والے اور ہدایت یافتہ ہیں۔ انہوں نے ان تمام چیزوں کو پہنچادیا جو اللہ تعالی نے ان کی طرف بھیجا۔ انہوں نے ان میں سے کچھ بھی نہیں چھپایا اور نہ ہی بدلا۔ انہوں نے اپنی طرف سے ایک بھی حرف کا نہ تو اضافہ کیا اور نہ کمی کی۔ ارشاد ربانی ہے: " رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللهُ عَزِيزًا حَكِيمًا" (النساء:١٦٥) ترجمہ: "ہم نے انہیں رسول بنایا ہے۔ خوشخبریاں سنانے والے اور آگاہ کرنے والے تاکہ لوگوں کی کوئی حجت اور الزام رسولوں کے بھیجنے کے بعد اللہ تعالٰی پر نہ رہ جائے۔ اللہ تعالی بڑا غالب اور بڑا حکمت والا ہے"۔

نیز ارشاد ربانی ہے: "وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ"(النحل:۳۶) ترجمہ:"ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو"۔

- ہم ان رسولوں پر- بطور خاص -ایمان رکھتے ہیں جن کے ناموں کا اللہ تعالی نے ذکر کیا ہے، جیسے محمد، ابراہیم، موسی، عیسی، نوح وغیرہ معزز رسل علیہم السلام۔
- جس نے بھی ان میں سے کسی ایک رسول کی رسالت کا انکار کیا تو گویا کہ اس نے تمام رسولوں کی رسالت کا انکار کیا۔ اسی لیے اللہ تعالی نے فرمایا:" كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ" (الشعراء:۱۰۵) ترجمہ:"قوم نوح نے بھی نبیوں کو جھٹلایا" نیز فرمایا" كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ" (الشعراء:۱۲۳) ترجمہ:"قوم عاد نے بھی رسولوں کو جھٹلایا"۔ یہ بات معلوم ہے کہ ہر امت نے اپنے رسول کو جھٹلایا۔ ایک رسول کو جھٹلانا تمام رسولوں کو جھٹلانے کی طرح ہے۔ اس اعتبار سے کہ دین ایک ہے اور رسولوں کو بھیجنے والا اللہ عزوجل ایک ہے۔
- اللہ تعالی نے رسولوں کا خاتمہ ہمارے نبی محمد ﷺ پر کیا، جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ" (الأحزاب:۴۰) ترجمہ:"لوگو! تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ محمد ﷺ نہیں، لیکن آپ اللہ تعالٰی کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے"۔ اور اللہ تعالی نے ان کے دین کو پہلے کے تمام ادیان کے لیے ناسخ بنایا۔

اللہ تعالی کافرمان ہے:" وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ" (آل عمران:۸۵)ترجمہ:"جو شخص اسلام کے سوااور دین تلاش کرے،اس کا دین قبول نہ کیا جائے گااور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا"اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:"وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّار"یعنی"قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے،اس امت کا کوئی بھی شخص جو میری بابت سن لے خواہ وہ یہودی ہو یا نصاری اور پھر وہ میرے اور اس چیز پر ایمان نہ لائے جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں تو وہ جہنمیوں میں سے ہوگا"۔(اسے مسلم نے روایت کیا ہے)۔

- جس نے اس بات کا گمان کیا کہ اللہ تعالی محمد ﷺ کی بعثت کے بعد ان کی شریعت کے علاوہ کسی اور دین کو قبول فرمائے گا، تو وہ کافر ہے۔ اس لیے کہ اس نے قرآن وسنت اور علماء مسلمین کے اجماع کو جھٹلایا۔

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو رسولوں پر ایمان لائے،ان کے طریقے کی پیروی کی اور ان کی اقتدا کی۔ ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں ہم ان شاءاللہ ایمان کے پانچویں رکن سے متعلق بات کریں گے اور وہ "آخرت کے دن پر ایمان "ہے۔

آخرت کے دن پر ایمان

اس درس میں ہماری گفتگو ایمان کے پانچویں رکن کے سلسلے میں ہے اور وہ آخرت کے دن پر ایمان ہے۔

آخرت کے دن پر ایمان کا مطلب، قیامت کے دن پر ایمان لانا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم اس بات کی پختہ تصدیق کریں کہ اللہ تعالی قبروں سے لوگوں کو اٹھائے گا۔ پھر ان کا حساب کتاب کرے گا۔ ان کے اعمال پر انہیں بدلہ دے گا۔ یہاں تک کہ اہل جنت، جنت میں اور اہل جہنم، جہنم میں پہنچ جائیں گے۔ اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے: "وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ" (البقرة:١٧٧)"بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والا ہو"۔

نیز اللہ تعالی نے فرمایا:" وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِن كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ"(الانبیاء:٤٧)یعنی "قیامت کے دن ہم درمیان میں لاکر رکھیں گے ٹھیک ٹھیک تولنے والی ترازو کو۔ پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ اور اگر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہوگا ہم اسے لاکر حاضر کریں گے، اور ہم کافی ہیں حساب کرنے والے"۔

▪ آخرت کے دن پر ایمان اس بات پر ایمان لانے کو بھی شامل ہے کہ قبر میں سوال وجواب، نعمت اور عذاب ہوگا، اور اس بات پر ایمان کہ لوگوں کو ان کی قبروں سے اٹھایا جائے گا، انہیں میدان محشر میں جمع کیا جائے گا، ان کا حساب وکتاب ہوگا اور انہیں ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ اسی طرح آخرت کے دن پر ایمان میں شامل ہے میزان اور صراط پر ایمان رکھنا اور جو کتابیں دائیں ہاتھ میں یا پیچھے سے بائیں ہاتھ میں دی جائیں گی ان پر ایمان رکھنا۔

▪ قیامت کے روز عظیم ہولناک مناظر ہوں گے۔ ارشاد ربانی ہے:" يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ .يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُم بِسُكَارَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللهِ شَدِيد"(الحج:١-٢) ترجمہ: "لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو! بلاشبہ قیامت کا زلزلہ بہت ہی بڑی چیز ہے۔ جس دن تم اسے دیکھ لوگے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی اور تمام حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے اور تو دیکھے گا کہ لوگ مدہوش دکھائی دیں گے، حالانکہ درحقیقت وہ متوالے نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب بڑا ہی سخت ہے"۔ نیز اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:" مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ رَأْيُ عَيْنٍ فَلْيَقْرَأْ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ، وَإِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ، وَإِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ" یعنی "جسے یہ بات پسند ہو کہ وہ قیامت کے دن کو اس طرح دیکھے جیسے کہ وہ اسے اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہے تو اسے پڑھنا چاہیے: إِذَا

الشَّمْسُ كُوِّرَت وَإِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ وَإِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ "(اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح قرار دیا ہے)۔

- جو آخرت کے دن پر ایمان لا یا اس کے اندر طاعتوں کو بجالانے کی رغبت میں اضافہ ہو گا۔ وہ معاصی و منکرات کو انجام دینے سے ڈرے گا۔ اس سے ان لوگوں کو تسلی ملے گی جنہیں اللہ تعالی نے معاش کی تنگی میں مبتلا کیا، یا جن پر ظلم ہوا، کیوں کہ ان کے لیے ایک ایسا دن ہے جس میں ان کے مظالم لوٹائے جائیں گے۔ جب مؤمنین جنت میں داخل ہوں گے تو وہ اپنی تمام تھکان اور رنج والم کو بھول جائیں گے۔ اور جب جہنمی جہنم میں داخل ہوں گے —العیاذ باللہ— تو وہ ان تمام لذتوں کو بھول جائیں گے جو انہیں ملی ہوئی تھیں۔

اللہ تعالی ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو قیامت کے دن پُر اَمن آئیں گے۔ ہمیں ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمرہ میں جمع فرمائے۔ ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اللہ کے حکم سے ہم اگلے درس میں قیامت کی نشانیوں کے سلسلے میں باتیں کریں گے۔

قیامت کی نشانیاں

اس درس میں ہماری گفتگو قیامت کی نشانیوں سے متعلق ہے۔ یہ وہ نشانیاں ہیں جو یومِ قیامت سے قبل ظاہر ہوں گی اور اس کے قریب ہونے پر دلالت کریں گی۔

- اصطلاحی طور علاماتِ قیامت کی تقسیم علاماتِ صغری و علاماتِ کبری سے کی گئی ہے۔ علاماتِ صغری عمومی طور پر قیامت سے کافی مدت پہلے ظاہر ہوں گی۔ ان میں سے بعض واقع ہو چکی ہیں اور ختم بھی ہو چکی ہیں۔ ان میں سے بعض بار بار واقع ہوں گی۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جو ظاہر ہو چکی ہیں اور لگاتار اور پے در پے ظاہر ہو رہی ہیں۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جو اب تک ظاہر نہیں ہوئی ہیں، لیکن حتمی طور پر واقع ہوں گی جیسا کہ صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بارے میں خبر دی ہے۔
- قیامت کی علامات صغری بہت زیادہ ہیں۔ ان میں علم کا اٹھا لیا جانا، فتنوں کا پھیل جانا، فواحش کا عام ہو جانا، قتل اور زلزلوں کی کثرت، زمانے کا قریب ہو جانا، دجالین کی طرف سے نبوت کا دعوی کیے جانے کی کثرت، ننگے پاؤں، ننگے بدن اور تنگ دست بکریوں کے چرواہوں کا بلند و بالا عمارتیں تعمیر کرنا اور ان پر فخر کرنا اور قوموں کا مسلمانوں پر ٹوٹ پڑنا ہے۔ پھر مسلمانوں کو آخیر میں یہودیوں پر ایک ایسے مقابلے میں فتح حاصل ہو گی جس میں پتھر اور درخت بولیں گے، وہ دونوں مسلمانوں کو یہودیوں کے چھپے ہونے کی جگہ کی رہنمائی کریں گے۔ اور ان کے علاوہ بھی دوسری علامتیں

ہیں، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:" إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ، وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ، وَيَكْثُرَ الزِّنَا، وَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ، وَيَقِلَّ الرِّجَالُ، وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ، حَتَّى يَكُونَ لِخَمْسِينَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ" یعنی "قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا، جہالت کی کثرت ہو جائے گی، زنا بڑھ جائے گا، شراب پینے کی کثرت ہو گی، مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی، یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا سنبھالنے والا (خبر گیر) ایک مرد ہو گا" اور ایک روایت میں ہے:" يَقِلُّ الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ الْجَهْلُ" ترجمہ: "علم کم ہو جائے گا اور جہالت غالب ہو جائے گی" (متفق علیہ)۔

- جہاں تک قیامت کی بڑی علامتیں ہیں، تو یہ وہ عظیم امور ہیں جن کا ظہور قیامت کے قریب ہونے اور اس عظیم دن کے وقوع پر مختصر مدت باقی رہنے پر دلالت کرتے ہیں۔

- امام مسلم نے اپنی صحیح میں حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے درمیان ظاہر ہوئے۔ ہم لوگ باہم مذاکرہ کر رہے تھے، تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ کس چیز کا باہم ذکر کر رہے ہو؟ صحابۂ کرام نے عرض کیا: ہم لوگ قیامت کا ذکر کر رہے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا" :إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَرَوْنَ قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَالدَّابَّةَ وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُولَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ◻ وَيَأَجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَثَلَاثَةَ خُسُوفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَآخِرُ ذَلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ الْيَمَنِ تَطْرُدُ

النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِ هِمْ" ترجمہ: "یقینا قیامت ہر گز قائم نہیں ہو گی یہاں تک کہ تم لوگ اس سے قبل دس نشانیاں دیکھ لو گے، پھر آپ نے ذکر کیا: دھواں، دجال، زمین کا چوپایہ، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، عیسی بن مریم علیہ السلام کا ظہور، یاجوج ماجوج، تین جگہوں پر زمین کا دھنسنا، ایک جگہ مشرق میں، ایک جگہ مغرب میں، اور ایک جگہ جزیرۃ العرب میں، اور ان کے آخیر میں ایک آگ ہو گی جو یمن سے نکلے گی اور لوگوں کو ان کے محشر کی طرف ہانکے گی"۔

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں صحیح راہ کی ہدایت فرمائے، فتنے جو ظاہر ہو چکے ہیں اور جو ابھی ظاہر نہیں ہوئے ہیں ان سب کے شر سے ہمیں محفوظ رکھے۔ ہم اللہ کے حکم سے اگلے درس میں ایمان کے چھٹے رکن کے سلسلے میں بات کریں گے اور وہ ہے اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانا۔

اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانا

آج کے درس میں ہماری گفتگو ایمان کے چھٹے رکن سے متعلق ہے۔ جان لو وہ اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانا ہے۔

تقدیر کے اچھے اور برے ہونے پر ایمان لانا یہ ہے کہ ہم اس بات پر ایمان لائیں کہ ہر خیر اور شر اللہ کی قضاو قدر کے مطابق ہے۔ اللہ تعالی کو چیزوں کے وقوع پذیر ہونے سے قبل ہی ان کے وقوع پذیر ہونے کا علم ہے۔ اللہ تعالی نے انہیں اپنے یہاں لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے۔ کوئی چیز اللہ کی مشیت کے بغیر نہیں ہو سکتی، اور اللہ تعالی ہر چیز کا خالق ہے اور جو چاہتا ہے اسے کرنے والا ہے۔

- اللہ تعالی نے ہر چیز کے لیے اپنے سابق علم اور انہیں لکھے جانے سے متعلق خبر دیتے ہوئے فرمایا:" أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّ ذَٰلِكَ فِي كِتَابٍ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللهِ يَسِيرٌ " (الحج:٧٠)۔ ترجمہ:"کیا آپ نے نہیں جانا کہ آسمان وزمین کی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے۔ یہ سب لکھی ہوئی کتاب میں محفوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ پر تو یہ امر بالکل آسان ہے"۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:" كَتَبَ اللهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ قَالَ: وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ"۔ ترجمہ "اللہ تعالی نے مخلوقات کی تقدیریں آسمان وزمین پیدا کرنے سے ۵۰ ہزار سال قبل لکھ دیں، آپ فرماتے ہیں: اور اللہ تعالی کا عرش پانی پر تھا" (اسے مسلم نے روایت کیا ہے)۔ اللہ تعالی نے ہر چیز میں اپنی نافذ ہونے والی مشیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّـهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (التکویر:۲۹) ترجمہ: "اور تم بغیر پروردگارِ عالم کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے" اور اللہ تعالی نے اس بات کی وضاحت فرمادی ہے کہ اسی نے کائنات اور اس کے اعمال کو پیدا فرمایا۔ ارشاد ربانی ہے: وَاللهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ (الصافات:۹۶) ترجمہ: "حالانکہ تمہیں اور تمہاری بنائی ہوئی چیزوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے"۔

- تقدیر پر ایمان لانے کی صحت کے لوازم میں سے یہ ہے کہ ہم اِن باتوں پر ایمان لائیں:

- بندے کی مشیت اور اختیار سے اس کے افعال وقوع پذیر ہوتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: "لِمَن شَاءَ مِنكُمْ أَن يَسْتَقِيمَ" (التکویر:۲۸)۔ ترجمہ: "(بالخصوص) اس کے لئے جو تم میں سے سیدھی راہ پر چلنا چاہے"۔ نیز فرمایا: " لَا يُكَلِّفُ الله نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا" (البقرة:۲۸۶)۔ ترجمہ: "اللہ تعالی کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ کا مکلف نہیں کرتا ہے"۔

- بندہ کی مشیت و قدرت اللہ کی مشیت و قدرت سے خارج نہیں ہے۔اس لیے کہ اسی نے بندہ کو وہ چیز عطا کی ہے اور اسے اختیار کرنے پر قادر بنایا ہے۔ارشاد ربانی ہے:" وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ "(التکویر:۲۹)، ترجمہ:"اور تم بغیر پروردگار عالم کے چاہے، کچھ نہیں چاہ سکتے"۔
- ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ تقدیر اللہ کی مخلوق کے سلسلے میں اس کا راز ہے، تو جو اس نے ہمارے لیے بیان فرمادیا ہے ہم نے اسے جانا اور اس پر ایمان لائے، اور جو ہم سے غائب ہے ہم نے اسے تسلیم کیا اور اس پر ایمان لائے، ہم اللہ تعالی سے اس کے افعال واحکام کے سلسلے میں اپنی قاصر عقلوں اور کمزور فہم کی بنیاد پر نہیں جھگڑتے ہیں، بلکہ اللہ کے مکمل انصاف اور کامل حکمت پر ایمان رکھتے ہیں، اختلاف نہیں کرتے ہیں، اور یہ کہ اللہ تعالی سے اس چیز کے متعلق سوال نہیں کیا جائے گا جو وہ کرتا ہے۔

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے لیے خیر کو مقدر کردے۔ہمارے لیے اس کے اسباب مہیا فرمادے۔ہمارے لیے جو مقدر کیا گیا ہے اس پر راضی اور مطمئن ہونے کی توفیق دے۔ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔اگلے درس میں ہم اللہ کی مشیت سے اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانے کے ثمرات پر گفتگو کریں گے۔

تقدیر پر ایمان لانے کے ثمرات

ہم نے پچھلے درس میں تقدیر پر ایمان لانے کے سلسلے میں گفتگو کی تھی، تقدیر پر ایمان لانے کا مطلب ہے کہ ہر چیز کے سلسلے میں اللہ تعالی کو پہلے سے علم ہے، اس نے انہیں لوحِ محفوظ میں لکھ رکھا ہے، کوئی چیز اللہ سبحانہ کی مشیت کے بغیر واقع نہیں ہوتی ہے اور اللہ تعالی ہی ہر چیز کا خالق ہے۔

اس درس میں ہماری گفتگو تقدیر پر ایمان لانے کے ثمرات کے سلسلے میں ہے، اور ان ثمرات میں سے ہیں:

- تقدیر پر ایمان لانا عمل و نشاط اور ایسی کوششوں پر سب سے زیادہ ابھارتا ہے جو اس دنیا میں اللہ کو راضی کریں، کیونکہ مؤمن کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالی پر توکل کر کے اسباب اختیار کرے۔ اس بات پر مکمل ایمان رکھے کہ اللہ کے حکم سے ہی اسباب، نتائج دے سکتے ہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالی نے ہی اسباب پیدا فرمائے ہیں اور اسی نے نتائج بھی پیدا کئے ہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: " احْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ، وَاسْتَعِنْ بِالله وَلَا تَعْجَزْ، وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ: لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَكَذَا، وَلَكِنْ قُلْ: قَدَرُ الله وَمَا شَاءَ فَعَلَ، فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ "(مسلم)یعنی" ان چیزوں کے حریص رہو جو تمہیں نفع پہنچائے، اللہ تعالی سے مدد طلب کرو اور بے بس نہ ہو جاؤ، اگر تمہیں کوئی مصیبت لاحق ہو تو یہ نہ کہو: اگر میں نے ایسا کیا ہوتا تو ایسا اور ایسا ہوتا، بلکہ یہ کہو: اللہ تعالی نے جو

چاہا مقدر کیا، اور اس نے جو چاہا وہ کیا، اس لیے کہ "اگر مگر" شیطان کی راہ کھولتا ہے"۔
اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:" اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ"۔ (بخاری) یعنی "عمل کرو، اس لیے کہ ہر شخص کے لیے وہ آسان کر دیا گیا ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے"۔

- تقدیر پر ایمان لانے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالی مؤمن پر انعام فرماتا ہے تو وہ شکر ادا کرتا ہے، اتراتا نہیں اور نہ ہی تکبر کرتا ہے، اور جب اللہ تعالی اسے بعض دنیا کی مصیبتوں کے ذریعہ آزماتا ہے تو وہ صبر کرتا ہے، گھبراتا نہیں اور نہ ہی بے چین ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:" مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللهِ يَسِيرٌ۔ لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَاللهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ" (الحدید:۲۲-۲۳) ترجمہ: "نہ کوئی مصیبت دنیا میں آتی ہے نہ (خاص) تمہاری جانوں میں، مگر اس سے پہلے کہ ہم اس کو پیدا کریں وہ ایک خاص کتاب میں لکھی ہوئی ہے، یہ (کام) اللہ تعالیٰ پر (بالکل) آسان ہے تاکہ تم اپنے سے فوت شدہ کسی چیز پر رنجیدہ نہ ہو جایا کرو اور نہ عطا کردہ چیز پر اترا جاؤ، اور اترانے والے شیخی خوروں کو اللہ پسند نہیں فرماتا"۔

- تقدیر پر ایمان لانے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ بندہ حسد کی برائی سے مکمل طور پر دور رہتا ہے۔ اس لیے کہ مؤمن اس چیز پر لوگوں سے حسد نہیں کرتا ہے جو اللہ تعالی نے اسے اپنے فضل میں سے دیا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالی نے ہی اسے روزی دی ہے اور

اس کے لیے اسے مقدر کیا ہے۔ حاسد جب دوسرے سے حسد کرتا ہے تو وہ ایسا کر کے اللہ تعالی کی تقدیر و تقسیم پر اعتراض کرتا ہے۔

- تقدیر پر ایمان لانے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ یہ دلوں میں مصیبتوں کو برداشت کرنے کی ہمت و طاقت دیتا ہے۔ ان میں عزائم کو تقویت دیتا ہے۔ اس لیے کہ اسے یقین ہوتا ہے کہ موت اور روزیاں مقدر ہیں، اور انسان کو صرف وہی مصیبت پہنچ سکتی جو اس کے لیے مقدر کر دی گئی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: " قُل لَّن يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ" (التوبہ: ۵۱)۔ ترجمہ: "آپ کہہ دیجئے کہ ہمیں سوائے اللہ کے ہمارے حق میں لکھے ہوئے کے کوئی چیز پہنچ ہی نہیں سکتی وہ ہمارا کارساز اور مولی ہے۔ مؤمنوں کو تو اللہ کی ذات پاک پر ہی بھروسہ کرنا چاہیئے "۔

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے ایمان اور یقین میں اضافہ فرمائے۔ اپنے دین پر ثابت قدم رکھے اور ہمارا حسنِ خاتمہ فرمائے۔ ہم اگلے دروس میں اللہ کی مشیت سے ارکان اسلام کے متعلق گفتگو کریں گے۔

ارکان اسلام

شہادتین۔اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں

اس درس میں ہماری گفتگو ارکان اسلام سے متعلق ہے۔ یہ پانچ ارکان ہیں جن پر دینِ اسلام قائم ہے۔اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:" بُنِيَ الإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ، شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا الله وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ" یعنی "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے،اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں،اور محمد اللہ کے بندہ اور اس کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کا روزہ رکھنا"۔(متفق علیہ)

پہلا رکن شہادتین ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔

یہ دونوں گواہیاں اسلام کی کنجی ہے،ان دونوں کے بغیر اسلام میں داخل ہونا ممکن نہیں ہے۔اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:" أُمِرْتُ أنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حتَّى يَشْهَدُوا أنْ لا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وأنَّ مُحَمَّدًا رَسولُ اللهِ، ويُقِيمُوا الصَّلَاةَ، ويُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذلكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بحَقِّ

الإسْلَامِ، وحِسَابُهُمْ علَى اللهِ" یعنی "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دے دیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، اور محمد اللہ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کریں، زکوۃ ادا کریں، جب وہ ایسا کرنے لگیں تو مجھ سے اپنے جان ومال کو محفوظ کرلیں گے سوائے اسلام کے حق کے، اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے"۔(بخاری)

اور اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:" مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا الله دَخَلَ الْجَنَّةَ" یعنی "جس کی آخری بات لا الہ الا اللہ ہوگی وہ جنت میں داخل ہوگا"۔(اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے)۔

- (لا الہ الا اللہ) کا معنی یہ ہے کہ انسان اپنی زبان سے اس بات کا اعتراف کرے اور اپنے دل سے اعتقاد رکھے کہ: اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، جہاں تک اس کے علاوہ معبودوں کا معاملہ ہے تو وہ سب کے سب باطل ہیں، اور یہ کہ باطل طریقے سے ان کی عبادت کی جاتی ہے۔

تو "لا الہ الا اللہ" کا مطلب ہے کہ اللہ کے علاوہ ہر ایک کی الوہیت کا انکار کرکے اسے صرف ایک اللہ کے لیے ثابت کیا جائے۔ ارشاد ربانی ہے:" فمَن يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىَ" (البقرة:٢٥٦) ترجمہ:"اس لئے جو شخص اللہ تعالٰی کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کرکے اللہ تعالٰی پر ایمان لایا اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا"۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:"طاغوت کا معنی ہے کہ ہر وہ چیز بندہ جس کی حد کو پار کر جائے جیسے معبود

باطل کی عبادت یا بلادلیل کسی کی اتباع یا باطل کو فیصل مان کر اس کی اطاعت"۔امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے: "طاغوت بہت سے ہیں، اور ان میں سر فہرست پانچ ہیں: ابلیس، اللہ کی اس پر لعنت ہو، غیر اللہ میں سے جس کی عبادت کی جائے اور وہ راضی ہو، جو لوگوں کو اپنی ذات کی عبادت کی طرف دعوت دے،اور جو علم غیب میں سے کسی چیز کا دعوی کرے،اور جو اللہ کی نازل کردہ شریعت کے علاوہ کو فیصل بنائے[4]"۔

رسولوں کو بھیجنے کا عظیم مقصد، اللہ تعالی کی توحید اور عبادت کو اس کے لیے خالص کرنا ہے۔ارشاد ربانی ہے: "وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ" (النحل:۳۶)ترجمہ:"ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو"۔

اللہ تعالی ہمیں اللہ کے نبی ﷺ کے طریقہ کی پیروی کرنے والے مخلص موحد بندوں میں سے بنائے۔ ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔اگلے درس میں ان شاءاللہ یہ بتائیں گے کہ اس بات کی گواہی دینے کا کیا مطلب ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟

4۔ ثلاثۃ الأصول وأدلتھا، امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ

شہادتین-اس بات کی گواہی دینا کہ محمد اللہ کے رسول ہیں

اسلام کے پہلے رکن کے سلسلے میں ہماری گفتگو چل رہی ہے۔"لا الہ الا اللہ" کے معنی کی وضاحت مکمل ہوگئی تھی۔اب آیئے آپ کو بتاتے ہیں کہ اس بات کی گواہی دینے کا کیا مطلب ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

- اس کا معنی یہ ہے کہ اس بات کا اقرار کیا جائے کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔اللہ تعالی نے انہیں اپنے دین کی تبلیغ اور سارے انسان کی ہدایت کے لیے بھیجا ہے۔ارشاد ربانی ہے:" وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا" (السبا:۲۸) ترجمہ:"ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبریاں سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے"۔نیز فرمایا:" وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ" (الانبیاء:۱۰۷) ترجمہ:"اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر ہی بھیجا ہے"۔

- یہ اس بات کا متقاضی ہے کہ جو انہوں نے خبر دی ہے اس کی تصدیق کی جائے۔جو انہوں نے حکم دیا ہے اس کی اطاعت کی جائے۔جن چیزوں سے منع کیا ہے ان سے بچا جائے۔اللہ تعالی کی عبادت اس کے مشروع طریقے سے ہی کی جائے گی۔ارشاد ربانی ہے:" وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ" (الزمر:۳۳) ترجمہ:"اور جو سچے دین کو لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی یہی لوگ

متقی وپرہیز گار ہیں"۔اور اللہ تعالی نے فرمایا: "وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ" (النجم:۳-۴) ترجمہ:"اور نہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں، وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے"۔ نیز فرمایا:" وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللهِ" (النساء:۶۴) ترجمہ:"ہم نے ہر ہر رسول کو صرف اسی لیے بھیجا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی فرمانبرداری کی جائے"۔ نیز فرمایا: "فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا "(النساء:۶۵) ترجمہ:"سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مؤمن نہیں ہو سکتے، جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں اور کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں"۔

- شہادتین صرف قلبی اعتقاد سے صحیح نہیں ہوگا، بلکہ جو اسلام میں داخل ہونا چاہے اس کے لیے ان دونوں کو زبان سے ادا کرنے اور ان کے مطابق عمل کرنے کی بھی شرط لگائی جائے گی۔

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں نبی ﷺ کے پیروکاروں میں سے بنائے۔ ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں اللہ کی مشیت سے ہم اس گناہ کے بارے میں گفتگو کریں گے جس کا ارتکاب بعض مسلمان یہ سوچ کر کرتے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔

دین میں بدعت

اس درس میں ہماری گفتگو اس گناہ سے متعلق ہے جسے بعض مسلمان یہ تصور کرکے کرتے ہیں کہ وہ اچھا کام کررہے ہیں، حالانکہ وہ بدعت کررہے ہوتے ہیں۔ تو آیئے جانتے ہیں بدعت کیا ہے؟

دین میں بدعت: اللہ تعالی کی اس طرح عبادت کرنا جس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے، یا اللہ تعالی کی اس طرح عبادت کرنا جو نبی کریم ﷺ اور ان کے خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم کا طریقہ نہیں تھا۔

یقینا اللہ تعالی نے خبر دی ہے کہ دین مکمل ہو گیا۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:" الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا" (المائدہ:۳) ترجمہ:"آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا"۔ ہمارے نبی ﷺ نے اپنی امت کو بدعت اور دین میں نئ چیزوں کی ایجاد کرنے سے ڈراتے ہوئے کہا:" مَن أَحْدَثَ في أَمْرِنَا هذا ما ليسَ فِيهِ، فَهو رَدٌّ"ترجمہ: "جس نے دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے" (متفق علیہ)۔ اس حدیث میں رد کا معنی مردود اور غیر مقبول ہے۔ نیز اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:" أُوصيكُم بتقوى اللهِ والسمعِ والطاعةِ وإنْ عبدًا

حَبشيًّا، فإِنَّه من يَعِشْ منكم بعدي فسيرى اختلافًا كثيرًا، فعليكم بسُنَّتِي وسُنَّةِ الخُلَفاءِ المهدِيِّين الراشِدِين تمسَّكُوا بها، وعَضُّوا عليها بالنواجِذِ، وإياكم ومُحدَثاتِ الأمورِ فإنَّ كلَّ مُحدثةٍ بدعةٌ، وكلَّ بدعةٍ ضلالةٌ" یعنی "میں آپ سب کو اللہ کے تقوی اور حاکم کے سمع و طاعت کی وصیت کرتا ہوں گرچہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت سارے اختلافات دیکھے گا، تو تمہارے اوپر میری سنت اور ہدایت یافتہ نیک خلفاءِ راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا ہے، انہیں مضبوطی سے تھامے رہو، اور ان پر سختی سے عمل پیرا رہو، نئے نئے فتنوں اور نئی نئی بدعتوں میں ہر گز نہ پڑنا، اس لیے کہ دین میں ہر نئی ایجاد بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح کہا ہے)۔

بدعت کی کئی قسمیں ہیں۔ ان میں سے بعض اعتقادی بدعتیں ہیں، جیسے اللہ تعالی کے اسماء وصفات کا انکار کرنا یا انبیاء و رسل علیہم السلام کے علاوہ انسانوں میں سے کسی کی عصمت کا اعتقاد رکھنا، یا کسی ایسی چیز میں نفع و ضرر اور برکت کا اعتقاد رکھنا، جس میں اللہ تعالی نے برکت نہیں رکھی ہے، اور اس کے علاوہ ایسے اعتقادات رکھنا جن کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے۔

بدعت کی قسموں میں سے عملی بدعت بھی ہے اور اس کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱. ایسی عبادت ایجاد کرنا جس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے، جیسے ایسی نماز ایجاد کرنا جو مشروع نہیں ہے، ایسا روزہ ایجاد کرنا جو مشروع نہیں ہے، ایسی عیدیں ایجاد کرنا جو مشروع نہیں ہیں، جیسے عید میلاد النبی اور اس طرح کی دوسری ایجاد کردہ عیدیں۔

۲. ۔مشروع عبادت میں اضافہ کرنا: جیسے کوئی شخص نمازِ ظہر میں جان بوجھ کر اور مشروع سمجھ کر پانچویں رکعت کا اضافہ کرے۔

۳. مشروع عبادت کو غیر مشروع طریقہ سے ادا کرنا، جیسے اجتماعی ذکر (ایک آواز میں[5]) کرنا، وضو میں دونوں ہاتھوں کو دھونے سے قبل دونوں پاؤں کو دھونا اور ایسا اس کی مشروعیت کا اعتقاد رکھتے ہوئے کرنا۔

۴. مشروع عبادت کے لیے ایک ایسا وقت مخصوص کرنا جسے شریعت نے مخصوص نہیں کیا ہے، جیسے نصفِ شعبان کے دن ورات کو صیام وقیام کے لیے مخصوص کرنا، اس لیے کہ صیام وقیام کی اصل یہ ہے کہ وہ مشروع ہے، لیکن اسے کسی وقت سے مخصوص کرنا دلیل کا محتاج ہے۔

بدعت کے ظہور کے اسباب: دین کے احکام سے جہالت، خواہشات کی پیروی، شخصی آراء کے لیے تعصب اور انہیں کتاب وسنت پر مقدم کرنا، کفار سے مشابہت

5-اس سے وہ چیز مستثنی ہوگی جو تعلیم کے مقصد سے ہو، وہ اس طرح کے اس میں اتنے پر ہی اکتفا کیا جائے جتنا تعلیم کے لیے ضروری ہے، اور اسے دائمی طور پر نہ کیا جائے۔

اختیار کرنا، نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کی ہوئی جھوٹی اور ضعیف حدیثوں پر اعتماد کرنا بدعت کے اسباب میں سے ہیں اور اسی طرح بدعت کے عظیم ترین اسباب میں سے غلو ہے۔

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو نبی کی سنت کی پیروی کرتے ہیں اور ہمیں بدعات و محدثات سے بچائے۔اس درس میں ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔اگلے درس میں ہم ان شاء اللہ اسلام کے دوسرے رکن اور اس کے ستون نماز سے متعلق گفتگو کریں گے۔

نماز

آج کے درس میں ہماری گفتگو اسلام کے دوسرے رکن سے متعلق ہے اور وہ نماز ہے۔

- نماز ہی مسلمان و کافر کے مابین فرق کرنے والی شے ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: " إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكَ الصَّلَاةِ" "انسان اور شرک وکفر کے مابین فرق نماز کا چھوڑنا ہے" (اسے مسلم نے روایت کیا ہے)۔ یہ اسلام کا ستون ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: " رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ، وَعَمُودُهُ الصَّلَاةُ" یعنی "دین کی اصل اسلام ہے اور اس کا ستون نماز ہے"۔ نماز سفر حضر اور مرض کسی بھی حالت میں ساقط نہیں ہوتی ہے۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے)۔ یہ پہلی چیز ہے جس کا بندہ سے محاسبہ کیا جائے گا۔

اگر یہ عمل درست رہا تو بندے کا سارا عمل درست ہوگا، اگر وہ بگڑ گیا تو بندے کا سارا عمل بگڑ جائے گا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: " إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ" یعنی "قیامت کے دن بندہ کے عمل میں سے سب سے پہلی چیز جس کا محاسبہ کیا جائے گا وہ اس کی نماز ہے۔ اگر وہ درست رہی تو وہ کامیاب ہو جائے گا اور فلاح پالے گا اور اگر وہ ٹھیک نہ رہی تو ناکام ہو جائے گا اور گھاٹے میں رہے گا"۔ (اسے ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے)۔

- یہ اس دنیا میں نبی کریم ﷺ کی آنکھ کی ٹھنڈک ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:" وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلاةِ" یعنی "میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے"۔(اسے نسائی نے روایت کیا ہے)۔ قرۃ العین کا معنی ہے کہ جس سے آنکھ کو ٹھنڈک ملے اور دل کو قرار حاصل ہو۔
- نماز، بندے اور اللہ رب العالمین کے مابین ایک تعلق ہے۔ یہ اس شخص کو فحش و منکر سے روکتی ہے جس نے اخلاص کے ساتھ اسے قائم کیا اور خلوص کے ساتھ اسے ادا کیا۔ اللہ تعالی نے فرمایا :"إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ" (العنکبوت:۴۵) ترجمہ:"یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے"۔
- نماز تبھی درست ہو گی جب اسے نبی ﷺ کے طریقے کے مطابق قائم کیا جائے، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:" صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي" یعنی "تم ویسے ہی نماز پڑھو جیسا کہ تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا" (متفق علیہ)۔ مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ نماز کے احکام اور اس کی کیفیت اس طرح کو سیکھنے کا حریص ہو جس طرح نبی ﷺ سے وارد ہے، تاکہ وہ اسے کامل ترین طریقے سے انجام دے سکے اور اس طرح وہ ثواب اور عظیم فائدہ حاصل کر سکے۔

ہم آج اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے دروس میں ان شاءاللہ ہم نماز کے احکام کے بارے میں بات کریں گے۔

طہارت

اس درس میں ہماری گفتگو نماز کی صحت کی شرائط میں سے ایک شرط: طہارت کے سلسلے میں ہے۔

طہارت کا معنی لغت میں: گندگیوں سے صفائی ہے۔ شریعت میں حدث یعنی معنوی نجاست اور ظاہری نجاست کے دور کرنے کو طہارت کہتے ہیں۔

طہارت کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم حدث یعنی معنوی نجاست سے طہارت: اگر انسان کو حدث اکبر یعنی ایسی معنوی نجاست جس سے غسل واجب ہوتا ہے، لاحق ہوا ہے تو اس سے غسل کے ذریعہ طہارت حاصل کی جاتی ہے۔ اگر حدث اصغر یعنی ایسی معنوی نجاست جس سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے، لاحق ہوا ہے تو اس سے وضو کے ذریعہ طہارت حاصل کی جاتی ہے۔

طہارت پانی سے حاصل ہوتی ہے، اگر پانی کا حصول مشکل ہو یا اس کے استعمال کی قدرت نہ ہو تو تیمم کے ذریعہ طہارت حاصل کی جائے گی۔

دوسری قسم نجاست سے طہارت: یہ بدن، لباس اور نماز پڑھنے کی جگہ سے نجاست کو زائل کر کے حاصل ہو گی۔ نجاست کا رنگ اور بو کوشش کے باوجود ختم نہ ہو لیکن اصل نجاست زائل ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

- جن نجاستوں کا بدن، کپڑوں اور جگہ سے زائل کرنا واجب ہے وہ ہیں: آدمی کا پیشاب و پاخانہ، خون[6] (تھوڑا خون معاف ہے) وہ جانور جس کا گوشت کھانا حرام ہے اس کا پیشاب و پاخانہ نجس ہے (لیکن جس جانور کا گوشت کھانا حلال ہے اس کا پیشاب اور پاخانہ پاک ہے) اور نجاستوں میں سے: مردار[7]، خنزیر، کتا[8]، مذی اور ودی[9] ہے۔ البتہ وہ تھوڑی سی نجاست معاف ہے جس سے بچنا مشکل ہو۔
- جب مسلمان سبیلین یعنی پیشاب و پائخانہ کے راستے سے خارج ہونے والی نجاست پیشاب و پاخانہ کو زائل کرنا چاہے تو وہ پانی سے استنجاء کرے یا پتھر سے یا ٹیشو

6- نجس خون بہتا ہوا خون ہے، یہ وہ خون ہے جو انسان یا حیوان کے جسم سے نکلتا ہے اس حال میں کہ وہ انسان یا حیوان زندہ ہو، جیسے جو ذبح کرتے وقت ذبیحہ سے نکلتا ہے، لیکن وہ خون جو ذبح کرنے کے بعد ذبیحہ میں باقی رہتا ہے، جیسے وہ خون جو رگوں اور دل اور تلی اور کلیجی میں باقی رہتا ہے، تو وہ پاک ہے۔

7- مردار سے مراد وہ جانور ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح نہیں کیا گیا ہو۔ مردار سے مچھلی اور وہ چیزیں مستثنی ہیں جو صرف پانی میں رہتی ہیں، مردار ٹڈی، مچھلی اور پانی میں رہنی والی چیزیں بغیر ذبح کیے ہوئے کھانا جائز ہے۔ نجس مردار سے وہ مردار بھی مستثنی ہے جس میں بہتا ہوا خون نہیں ہوتا جیسے چیونٹی، مکھی، خنفساء (beetle) اور ان جیسی چیزوں کا مرا ہوا پاک ہے لیکن ان کا کھانا جائز نہیں ہے۔

8- اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال دے تو اسے پاک اس طرح کرے کہ اسے سات مرتبہ دھوئے، پہلی مرتبہ مٹی سے دھوئے۔ امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر اس کا پیشاب، لید، یا خون یا رگ یا بال یا لعاب یا اس کا کوئی عضو کسی پاک چیز سے مل جائے، اور ان دونوں میں سے کسی ایک میں (کتے کے عضو میں یا جس پاک چیز سے وہ مل رہا ہے اس میں) رطوبت رہی ہو تو اس کا سات مرتبہ دھونا واجب ہوگا، ان میں سے ایک مرتبہ مٹی سے دھویا جائے گا۔

9- مذی: پتلی اور لیس دار ہوتی ہے جو دل لگی کرتے وقت بلا اچھلے اور چھلکے ہوئے نکلتی ہے، اس کے بعد سستی لاحق نہیں ہوتی ہے، اس سے طہارت کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے ذکر اور دونوں خصیہ کو دھوئے، جہاں تک کپڑے کا معاملہ ہے تو اس جگہ پر پانی کا چھینٹا مارے جہاں مذی لگی ہے۔ جہاں تک ودی کا معاملہ ہے تو وہ سفید اور گاڑھی ہوتی ہے جو پیشاب کے بعد نکلتی ہے، اور پیشاب کی طرح اس سے طہارت حاصل کی جائے گی۔

پیپر سے یاان دونوں جیسی چیزوں سے صفائی کرے[10]۔ جب بھی وہ وضوء کرنا چاہے تو اس کے لیے استنجایعنی پیشاب وپاخانہ نکلنے کی جگہوں کو دھلنا ضروری نہیں ہے، بلکہ جب اس کی شرم گاہ سے پیشاب وغیرہ نکلے تبھی استنجا کرے گا،اور اگر پاخانہ نکلے تو دبر یعنی پاخانہ خارج ہونے کی جگہ کو دھوئے گا، جہاں تک ہوا خارج ہونے کا معاملہ ہے تو اس سے استنجاء نہیں کیا جائے گا۔

اللہ تعالی ہمارے دلوں اور ہمارے بدنوں کو حسی و معنوی گندگیوں سے پاک کردے۔ ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں ہم ان شاء اللہ حدث اصغر یعنی وہ معنوی نجاست جس سے وضوء ٹوٹتا ہے، سے طہارت کے سلسلے میں باتیں کریں گے۔

[10] پتھر کے ذریعہ یاٹیشو پیپر یاان دونوں جیسی چیزوں کے ذریعہ گندگی دور کرنے اور صفائی کرنے میں واجب ہے کہ ان سے کم از کم تین مرتبہ گندگی کو دور کرے اوراس بات کو یقینی بنائے کہ گندگی سے پوری طرح صفائی حاصل ہو گئی ہے۔

وضو کا طریقہ

اس درس میں ہماری گفتگو حدث اصغر یعنی وہ معنوی نجاست جس سے وضوء ٹوٹتا ہے، سے پاکی کے سلسلے میں ہو گی۔ حدثِ اصغر سے پاکی وضو کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے:

- وضو کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ پاک پانی سے کیا جائے۔ اگر پانی کا رنگ، مزہ یا بو نجاست کی وجہ سے بدل گیا، تو اس پانی سے وضو و غسل درست نہیں ہو گا۔
- وضو کی شرط یہ ہے کہ جسم سے ان چیزوں کو زائل کیا جائے جو اعضاء وضو تک پانی کے پہنچنے کو روکتی ہیں، جیسے مٹی، گوندھا ہوا آٹا، موم، دبیز رنگ یا ناخن کا طلا (پالش) یا اس کے علاوہ چیزیں۔
- صحیحین میں ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: " مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هَذَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفسَهُ غَفَرَ الله لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ" یعنی "جو میرے اس وضو کی طرح وضو کرے، پھر دو رکعت نماز ادا کرے، اور ان دونوں میں اپنے نفس سے کچھ بھی بات نہ کرے، تو اللہ تعالی اس کے سارے سابقہ گناہ معاف فرما دیتا ہے"۔

اللہ کے نبی ﷺ کے طریقے کے مطابق وضو کا طریقہ یہ ہے:

- دل سے وضو کی نیت کرے، زبان سے نیت کا ادا کرنا مشروع نہیں ہے۔

- پھر "بسم اللہ" کہے اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو تین مرتبہ دھوئے۔
- پھر تین مرتبہ کلی کرے اور ناک میں پانی ڈال کر ناک صاف کرے۔ایسا تین چلو پانی سے کرے، پھر اپنے چہرہ کو تین مرتبہ دھوئے۔
- چہرہ کی حد: چوڑائی میں کان سے لے کر کان تک اور لمبائی میں پیشانی کے موڑ یعنی سر کے بال اگنے کی جگہ سے لے کر داڑھی کے نیچے تک ہے۔اگر داڑھی ہلکی ہو جس کے نیچے سے چمڑے کا رنگ دکھائی دیتا ہو تو اس کے ظاہر و باطن دونوں کا دھونا واجب ہوتا ہے۔اگر داڑھی گھنی ہو اور چمڑے کو ڈھانکے ہوئی ہو، تو اس کے ظاہر کا دھونا واجب ہوگا اور اس کا خلال کرنا مستحب ہوگا۔
- پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھوئے۔انگلیوں کے کنارے سے لے کر دونوں کہنیوں تک (اور کہنی دھونے کے ضمن میں داخل ہے)۔پہلے دائیں ہاتھ کو دھوئے پھر بائیں کو۔
- پھر اپنے سر اور دونوں کانوں کا نئے پانی سے مسح کرے۔اس کا طریقہ یہ ہوگا: اپنے دونوں ہاتھ کو سر کے اگلے حصے سے گدی تک پھیرے۔پھر ان دونوں کو اس جگہ تک لوٹائے جہاں سے شروع کیا تھا، یعنی ان دونوں کو اپنی گدی سے لے کر سر کے اگلے حصے تک لے جائے۔ پھر اپنی دونوں شہادت کی انگلیوں کو اپنے دونوں کانوں میں داخل

کرے، اور دونوں کانوں کے باہری حصے کو اپنے دونوں انگوٹھے سے ایک مرتبہ مسح کرے[11]۔

- پھر اپنے دونوں پاؤں کو ٹخنوں تک دھوئے، پہلے دائیں پاؤں پھر بائیں پاؤں کو۔ دونوں ٹخنے سے مراد وہ ابھری ہوئی ہڈیاں ہیں جو پنڈلی اور قدم کے جوڑ کے پاس ہیں۔
- وضو کے فرائض میں سے اعضاءِ وضو کے مابین ترتیب ہے، اور یہ بھی فرض ہے کہ دو عضووں کے مابین لمبا وقفہ نہ ہونے پائے۔
- وضو کے بعد یہ دعا پڑھنا مسنون ہے: "أشهد أن لا إله إلا الله، وأن محمداً عبدُالله و رسُولُه" یعنی "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، اور یہ کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں"۔ (اسے مسلم نے روایت کیا ہے)۔

اے اللہ ہمیں توبہ کرنے والوں میں سے بنا۔ ہمیں پاکی اختیار کرنے والوں میں سے بنا۔ ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں ہم ان غلطیوں کے متعلق باتیں کریں گے جو بعض حضرات سے وضو کے دوران سرزد ہو جاتی ہیں۔

11۔ سر سے نیچے جو بال لٹک رہے ہوں ان کا مسح کرنا واجب نہیں ہے۔

وضو کی غلطیاں

ہم نے پچھلے درس میں وضواور اس کے طریقے کے بارے میں گفتگو کی تھی۔آج کے درس میں ہم ان غلطیوں کے متعلق گفتگو کریں گے جو بعض حضرات سے وضو کے دوران سرزد ہوتی ہیں۔ان میں سے یہ ہیں:

- وضو کی غلطیوں میں سے کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈال کر ناک صاف کرنے کو چھوڑ دینا ہے۔ان دونوں چیزوں کو چھوڑنے سے وضو باطل ہو جاتا ہے۔اس لیے کہ یہ دونوں چیزیں چہرہ کو دھلنے میں داخل ہیں جس کے بارے میں دھونے کا حکم دیا گیا ہے۔
- وضو کی غلطیوں میں سے دونوں ہتھیلیوں کو دونوں ہاتھوں کے ساتھ نہ دھونا اوران کو وضو کی ابتدا میں دھونے پر ہی اکتفا کرنا ہے، حالانکہ صحیح یہ ہے کہ ہاتھ دھوتے وقت دونوں ہتھیلیوں کو بھی دھویا جائے۔اس لیے کہ وضو کے شروع میں ان کا دھونا مستحب ہے، جبکہ دونوں ہاتھوں کے ساتھ ان کا دھونا واجب ہے۔
- وضو کی غلطیوں میں سے دونوں کہنیوں کو اور دونوں ٹخنوں اور ایڑیوں کو یا تو نہ دھونا یا دھونے میں سستی کرنا ہے۔اس سلسلے میں وعید آئی ہے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنْ النَّارِ أَسْبِغُوا

الْوُضُوءَ›› "ایڑیوں کو اچھی طرح نہ دھلنے والوں کے لیے جہنم کی وعید ہے، وضو کو اچھی طرح پورا کرو"۔(مسلم)اور "عقب" پیر کے پچھلے حصے کو کہتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنے قدم پر ناخن کی جگہ کو چھوڑ دیا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ‹‹ارْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ››"لوٹ جاؤ اور وضواچھی طرح کرو"۔(مسلم)اور ایک حدیث میں ہے: "نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس کے قدم کی پشت میں درہم کے بقدر چمک تھی جسے پانی نہیں پہنچا تھا، تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ‹‹ارْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ››" "لوٹ جاؤ اور اچھی طرح وضو کرو"(مسلم)اور ایک حدیث میں ہے:"نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا،اس کے قدم کی پشت پر درہم کے بقدر چمک تھی، جسے پانی نہیں پہنچا تھا، تو نبی کریم ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ دوبارہ وضو بنائے اور نماز ادا کرے"۔(اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح کہا ہے)۔

وضو کی غلطیوں میں سے اعضاء وضو کو زیادہ دھلنا یاان میں سے بعض کو تین مرتبہ سے زیادہ دھلنا ہے اور یہ سنت کے خلاف ہے۔

وضو کے سلسلے میں بہت زیادہ ارتکاب کی جانے والی غلطیوں میں سے پانی کے استعمال میں اسراف کرنا ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:" وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ

الْمُسْرِفِينَ" (الاعراف:۳۱) ترجمہ: "اور حد سے مت گزرو یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے"۔

اللہ تعالی ہمیں نبی ﷺ کے طریقے کی پیروی کرنے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس درس میں ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ ہم اگلے درس میں ان شاءاللہ دونوں موزوں پر مسح کرنے کے احکام کے سلسلے میں باتیں کریں گے۔

موزوں (خف وجراب وغیرہ) پر مسح کرنا

ہماری گفتگو طہارت کے احکام کے سلسلے میں چل رہی ہے۔ اس درس میں ہم موزوں (خف وجراب وغیرہ) پر مسح کرنے کے سلسلے میں بتائیں گے [12]۔

موزوں پر مسح کرنا بندہ کے لیے اللہ تعالی کی جانب سے رخصت ہے۔ یہ عظیم شریعت میں آسانی کے مظاہر میں سے ہے۔

خفین پر مسح کے جواز کی پانچ شرطیں ہیں:

۱- موزہ پاک ہو، ناپاک موزہ پر مسح درست نہیں ہے۔

۲- نہیں طہارت کی حالت میں پہنے۔

۳- ان پر حدث اصغر یعنی نجاست معنوی جس سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے، کی حالت میں مسح کرے، جہاں تک حدث اکبر یعنی نجاست معنوی جس سے غسل واجب ہوتا ہے، کی بات ہے، تو ان کو اتار کر غسل کرنا واجب ہے۔

۴- شرعی طور پر محدود مدت تک ہی موزہ پر مسح کیا جاسکتا ہے اور وہ مقیم کے لیے ایک دن ایک رات یعنی ۲۴ گھنٹے اور مسافر کے لیے تین دن تین رات یعنی ۷۲ گھنٹے

12- خف وہ موزہ ہے جسے انسان اپنے دونوں قدموں پر پہنتا ہے اور وہ چمڑے کا بنا ہوتا ہے، جراب وہ موزہ ہے جو اون، کاٹن، سوت یا کپڑے سے بنا ہوتا ہے اور وہ شرّاب سے معروف ہے۔

ہے۔ مسح کی مدت کا حساب اس وقت سے شروع ہوگا جب اس پر طہارت ختم ہونے کے بعد پہلی مرتبہ مسح کیا جائے۔

موزوں پر مسح کا طریقہ

موزوں پر مسح کا طریقہ یہ ہے کہ موزہ کے اوپر مسح کیا جائے، وہ اس طرح کہ اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو بھگا کر اپنے پاؤں کی انگلیوں پر رکھے، پھر انہیں اپنی پنڈلی کے شروع تک لے جائے اور مسح کا اعادہ نہ کرے۔

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں دین میں سمجھ اور سید المرسلین ﷺ کی سنت کی اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں ہم ان شاءاللہ نواقضِ وضو کے سلسلے میں باتیں کریں گے۔

نواقضِ وضو

آج کے درس میں ہماری گفتگو نواقضِ وضو سے متعلق ہو گی،اسی طرح ہم یہ بتائیں گے کہ جس کا وضو ٹوٹ جائے وہ کیا کرے گا؟

نواقض وضودرج ذیل ہیں:

۱. سبیلین سے نکلنے والی چیزیں (سبیلین پیشاب پاخانہ کے نکلنے کی جگہیں ہیں)، ان سب سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

۲. عقل کا زائل ہونا یاانسان پر جنون، بیہوشی یا نشہ[13] یا نیند کا طاری ہونا نواقض وضو میں سے ہے۔اس لیے کہ اس حالت میں ہوا خارج ہونے کا شبہ برقرار رہتا ہے۔ جہاں تک معمولی نیند کا مسئلہ ہے جس میں انسان پوری طرح غرق نہ ہو جائے، تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔(یہ ایسی نیند ہے جس میں اگر انسان کو ہوا خارج ہوتی تو اس کا احساس ہو جاتا ہے)۔

۳. اونٹ کا گوشت کھانا.

---

[13]-یہ بات سب کو معلوم ہے کہ شراب اور نشہ آور چیزوں کا پینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ارشاد ربانی ہے □ □ □ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالأَنْصَابُ وَالأَزْلامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ [النساء: ١٠٣] ترجمہ:"اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور تھان اور فال نکالنے کے پانسے کے تیر، یہ سب گندی باتیں اور شیطانی کام ہیں،ان سے بالکل الگ رہو تا کہ تم فلاح یاب ہو"۔

۴. اس سلسلے میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ شرم گاہ کو اگر کوئی شخص بلا کسی حائل چیز کے ڈائرکٹ شرمگاہ کو چھولے [14]، تو کیا وضو کرے گا یا نہیں؟ لیکن بہتر یہی ہے کہ ایسی صورت میں وضو کرلے۔

- جس کا وضو نواقض وضو میں سے کسی چیز کے ذریعہ ٹوٹ جائے تو اس شخص کے لیے حرام ہے کہ وہ بغیر وضو کیے بنا نماز پڑھے، یا مصحف کو چھوئے۔
- جو شخص وضو کرلے اور اسے شک ہو کہ کیا اس کا وضوء ٹوٹا ہے یا نہیں، تو اس کے لیے وضو کرنا لازم نہیں ہے۔ اس لیے کہ وضو کرنا یقینی چیز ہے، اور وضو ٹوٹنے پر شک ہے، لہذا یقین شک کی بنیاد پر ختم نہیں ہوگا۔
- اسی طرح جس کا وضو ٹوٹ گیا ہو اور اسے وضو کرنے میں شک ہو رہا ہو، کہ وضو کیا ہے یا نہیں، تو اسے وضو کرنا ضروری ہوگا، اس لیے کہ وضو ٹوٹنا یقینی ہے جو شک کی بنا پر ختم نہیں ہوگا۔

اللہ تعالی ہمیں علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں ہم غسل کو واجب کرنے والی چیزوں کے متعلق گفتگو کریں گے، ان شاءاللہ۔

14۔ ذکر کو یا دبر کے حلقے کو چھونا، عورت کا شرم گاہ کو چھونا اور اسی طرح دوسروں کی شرمگاہ کو چھونا چاہے وہ بڑا ہو یا چھوٹا۔

غسل کو واجب کرنے والی چیزیں

اس سے قبل ہم نے حدثِ اصغر یعنی وہ معنوی نجاست جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، سے طہارت کے احکام کے سلسلے میں گفتگو کی ہے۔ آج کے درس میں ہماری گفتگو غسل کو واجب کرنے والی چیزوں کے متعلق ہو گی اور وہ چیزیں ہیں:

۱. بیداری کی حالت میں لذت کے ساتھ اچھلتی ہوئی منی کا نکلنا اور اسی طرح احتلام ہونے پر منی کا نکلنا۔

۲. ذکر کو شرم گاہ میں داخل کرنا، گرچہ منی نہ نکلے، جیسا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: " إِذَا قَعَدَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ، ثُمَّ مَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ" یعنی "جب مرد عورت کی چار شاخوں کے مابین بیٹھے، اور دونوں کی شرم گاہیں آپس میں مل جائیں تو غسل واجب ہو جائے گا" (مسلم)۔ اس حدیث میں شرم گاہ سے آلۂ تناسل کے ملنے کا مطلب آلۂ تناسل کے اوپری حصہ کا شرم گاہ میں داخل ہونا ہے۔ چنانچہ مرد اگر اپنی بیوی سے جماع کرے، تو دونوں کے لیے غسل کرنا واجب ہو گا گرچہ منی خارج نہ ہو۔

۳. حیض یا نفاس کے خون کا ختم ہونا

- حدث اکبر یعنی وہ معنوی نجاست جس سے غسل واجب ہوتا ہے، لاحق ہونے کی صورت میں ان چیزوں کے کرنے سے بھی رک جائے جو حدث اصغر لاحق ہونے کی

صورت میں منع ہیں، جیسے (نماز، قرآن مجید کا چھونا) حدث اکبر کی حالت میں قرآن کی تلاوت جائز نہیں ہے۔ البتہ حیض اور نفاس والی عورتوں کے لیے مصحف کو چھوئے بغیر قرآن کی تلاوت جائز ہے۔ جسے حدث اکبر لاحق ہو جائے اس کے لیے مسجد میں بیٹھنا جائز نہیں ہے[15]۔

اسی طرح حیض و نفاس والی عورتوں سے جماع کرنا جائز نہیں ہے، نہ ہی انہیں طلاق دینا جائز ہے۔ ان دونوں کے لیے نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا حرام ہے۔ ان کو روزے کی قضا پوری کرنی ہے نماز کی نہیں۔

اے اللہ ہمیں ان لوگوں میں سے بنا جو بات کو کان لگا کر سنتے ہیں اور جو اچھی بات ہوتی ہے اس کی اتباع کرتے ہیں۔ ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں ہم غسل کے صحیح طریقے سے متعلق گفتگو کریں گے۔ ان شاءاللہ۔

15۔ جس شخص کو حدث لاحق ہو جائے اس کے لیے مسجد سے گذرنا جائزہ ہے, ارشاد ربانی ہے: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا ﴿٤٣﴾ ﴾ اے ایمان والوں جب تم نشہ کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ, یہاں تک کہ تم جو کہتے ہو اسے سمجھنے لگو, اور نہ حالت جنابت میں, یہاں تک کہ غسل کرلو, سوائے ان کے جو مسجد سے گذرنا چاہتے ہوں"۔

غسلِ جنابت کا طریقہ

آج کے درس میں ہماری گفتگو غسلِ جنابت کے طریقے کے متعلق ہوگی، ہم نبی کریم ﷺ سے وارد غسل جنابت کے طریقے کو جانیں گے جو اس طرح ہے:

۱. دل سے غسل کی نیت کرے۔

۲. پھر بسم اللہ پڑھے اور اپنی ہتھیلی کو تین مرتبہ دھوئے، پھر اپنی شرم گاہ کو دھوئے۔

۳. پھر مکمل وضو کرے۔

۴. پھر اپنے سر پر تین مرتبہ پانی بہائے اور بال کی جڑوں کو بھگائے[16]۔

۵. پھر اپنے جسم پر پانی بہائے، پہلے دائیں حصہ پر، پھر بائیں حصہ پر، پھر پورے جسم پر پانی ڈالے، اور اپنے جسم کے بالوں کی جڑوں کو بھگائے، اس کے لیے اپنے جسم پر ہاتھ پھیرنا مستحب ہے، تاکہ اس بات کو یقینی بنالے کہ پانی پورے جسم پر پہنچ گیا ہے۔

یہ نبی کریم ﷺ سے وارد کامل غسل کا طریقہ ہے، جیسا کہ صحیحین میں مروی حدیث میں عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: " كَانَ رَسُولُ اللَّهِ إِذَا اغْتَسَلَ مِنْ الْجَنَابَةِ غَسَلَ يَدَيْهِ وَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اغْتَسَلَ ثُمَّ يُخَلِّلُ بِيَدِهِ شَعَرَهُ حَتَّى إِذَا ظَنَّ أَنَّهُ قَدْ أَرْوَى بَشَرَتَهُ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ وَقَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ

16۔ عورتوں کے لیے غسل کے وقت اپنی چوٹیوں کو کھولنا واجب نہیں ہے۔

اللہ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ نَغْرِفُ مِنْهُ جَمِيعًا" یعنی "اللہ کے رسول ﷺ جب جنابت سے غسل کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتے، پھر نماز جیسا وضو کرتے، پھر غسل کرتے، پھر اپنے ہاتھ سے اپنے بال کا خلال کرتے، یہاں تک کہ جب آپ کو غالب گمان ہو جاتا کہ آپ نے اپنی جلد کو تر کر دیا ہے تو تین مرتبہ اپنے جسم پر پانی بہاتے اور سارا جسم دھوتے۔ وہ بیان کرتی ہیں: میں اور رسول اکرم ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے اور اسی سے ہم دونوں چلو سے پانی لیتے تھے"۔

- جہاں تک اس صفتِ غسل کا طریقہ ہے جو کافی ہو جائے تو وہ دو چیزوں سے کافی ہو جائے گا:

۱. دل سے غسل کی نیت کرے۔

۲. پھر کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈال کر اسے صاف کرنے کے ساتھ ساتھ پورے بدن پر پانی بہائے اور جسم میں بال کے اگنے کی جگہوں کو تر کرے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے دلوں اور جسموں کو پاک فرمادے اور انہیں آلائشوں سے صاف کردے۔ ہم اس درس میں اسی پر اکتفا کرتے ہیں اور اگلے درس میں تیمم کے احکام کے بارے میں گفتگو کریں گے۔ان شاءاللہ۔

تیمم

آج کے درس میں ہماری گفتگو تیمم سے متعلق ہے:

- تیمم اللہ تعالی کی جانب سے بندے کے لیے رخصت ہے۔ وہ اس عظیم شریعت میں آسانی کے مظاہر میں سے ہے۔
- تیمم، پانی سے طہارت حاصل کرنے (وضو اور غسل) کا بدل ہے۔ ایسا اُس صورت میں ہے جب پانی نہ ملے [17] یا نہ ملنے کے حکم میں ہو، مثلا ایسا شخص جو مرض کی وجہ سے پانی استعمال نہیں کر سکتا ہو، یا پانی تھوڑی مقدار میں ہو جو اس کے پینے کے لیے درکار ہو، یا اس کے استعمال سے ضرر میں مبتلا ہونے کا خوف ہو، یا یہ کہ پانی بے انتہا ٹھنڈا ہو جس سے صحت کو نقصان پہنچنے کا خدشہ ہو، اور اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہ ہو جس کے ذریعہ وہ اسے گرم کر سکے۔
- تیمم زمین کے اوپر موجود اس کے اجزاء سے جائز ہو گا جیسے مٹی، پتھر، ریت اور پکی ہوئی مٹی سے۔ اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے: " فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا" (النساء:۴۳) ترجمہ: "تو پاک مٹی کا قصد کرو"۔ صعید ہر وہ چیز ہے جو روئے زمین پر

17۔ مسلمان پر واجب ہے کہ پانی تلاش کرے اور آس پاس اسے ڈھونڈے، لیکن جب ڈھونڈنے کے بعد بھی اسے نہ پائے اور اس کے موجود نہ ہونے کا یقین ہو جائے تو تیمم کرے۔

ہے اور طیب پاک کو کہتے ہیں۔ مسلمان کے لیے جائز ہے کہ وہ برتن میں مٹی یا ریت رکھ لے اور اس سے تیمم کرے۔

تیمم کا طریقہ

- تیمم کی نیت کرتے ہوئے بسم اللہ کہے۔
- پھر اپنی دونوں ہتھیلیوں سے زمین کے اوپر ایک مرتبہ مارے۔
- پھر اپنی دونوں ہتھیلیوں سے اپنے چہرے کا مسح کرے۔
- پھر اپنی دونوں ہتھیلیوں کا مسح کرے۔
- پھر تیمم کے بعد وہی اذکار پڑھے جو وضو کے بعد پڑھا جاتا ہے۔
- تیمم کو پے در پے مکمل کرنا واجب ہے۔ وہ اس طرح کہ چہرہ کے مسح اور دونوں ہتھیلیوں کے مسح کے مابین طویل وقفہ نہ ہو۔

تیمم کے احکام

- تیمم بھی ان چیزوں کے ذریعہ باطل ہو جائے گا جن چیزوں کے ذریعہ پانی سے حاصل کی ہوئی طہارت باطل ہو جاتی ہے۔ یہ نواقض وضو اور غسل کو واجب کرنے والی چیزیں ہیں۔

- اسی طرح جنابت یا حدث یعنی نجاست معنوی جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، سے تیمم کرنے والا اس وقت دوبارہ جنبی یا حدث کے حکم میں ہو جائے گا جب اس سے وہ عذر زائل ہو جائے جس کی وجہ سے اس کے لیے تیمم کو مباح قرار دیا گیا تھا۔ ایسی صورت میں جو نماز اس نے ادا کرلی ہے اسے دوبارہ نہیں لوٹائے گا۔
- جو اتنا پانی پائے جو اس کے بعض اعضاء کے لیے کافی ہو جائے، تو وہ اس سے پاکی حاصل کرلے، پھر بقیہ حصہ پر تیمم کرلے۔

اللہ تعالی ہمیں ان چیزوں سے فائدہ پہنچائے جو ہم نے سنی ہیں، اور ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت فرمائے۔ ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں ہم ان احکام کے سلسلے میں گفتگو کریں گے جن کا تعلق عورتوں کو لاحق ہونے والے طبعی خون سے ہے۔

حیض اور نفاس والی عورت کی طہارت

آج کے درس میں ہماری گفتگو ان احکام کے سلسلے میں ہے جو خواتین کی طہارت[18] کے ساتھ مخصوص ہیں۔اس سلسلے میں بات شروع کرنے سے قبل ہم یہ بتادینا چاہتے ہیں کہ مسلمان عورت پر ان احکام کا سیکھنا واجب ہے جو ان کے ساتھ مخصوص ہیں۔ ہماری بھی ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے اہل خانہ واقارب کی تعلیم کا اہتمام کریں اور انہیں وہ چیزیں بتائیں جو ان کو دین ودنیا کے معاملات میں عقیدہ، طہارت، نماز اور اخلاق وغیرہ جیسے مسائل میں فائدہ پہنچائیں۔

جو احکام عورتوں کے لیے مخصوص ہیں وہ حیض ونفاس کے احکام ہیں:

- حیض: یہ طبعی اور فطری خون ہے جو بالغ خاتون کے رحم سے مخصوص وقت میں آتا ہے۔
- حیض کے خون کے نکلنے کی شروعات اور اس کے ختم ہونے کی کوئی حد نہیں ہے۔ اس کی اقل مدت اور اکثر مدت کی بھی کوئی حد نہیں ہے۔ بلکہ جب وہ اپنے مخصوص صفات کے ساتھ آنے لگے تو وہ حیض ہے[19]۔

---

[18]-اس موضوع پر مزید معلومات کے لیے مطالعہ کریں شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کی تصنیف "رسالة فی الدماء الطبیعیة للنساء"

[19]- حیض کا خون گاڑھا ہوتا ہے پتلا نہیں، وہ بدبودار اور کریہہ بو والا ہوتا ہے اور جمتا نہیں۔

- جہاں تک نفاس کا معاملہ ہے تو وہ ایسا خون ہے جو عورت کو ولادت کے وقت یا اس سے دو دن یا تین دن پہلے سے کھل کر آتا ہے۔ نفاس کی کوئی اقل مدت نہیں ہے۔ اس کی اکثر مدت ۴۰ دن ہے۔
- حیض و نفاس والی عورتوں کے لیے حیض و نفاس کی حالت میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا حرام ہے۔ ایسی خواتین روزہ کی قضا کریں گی، نماز کی نہیں۔ ان دونوں کے ساتھ ہم بستری کرنا اور انہیں طلاق دینا حرام ہے۔ اسی طرح ان دونوں کے لیے مسجد میں بیٹھنا بھی حرام ہے۔ ان دونوں پر وہ چیزیں بھی حرام ہیں جو حدثِ اصغر لاحق ہونے کی صورت میں حرام ہو جاتی ہیں۔ ان دونوں کے لیے لازم ہے کہ پاک ہوتے ہی غسل کر لیں۔
- جب خاتون کو نماز کے وقت نماز ادا کرنے سے قبل حیض یا نفاس آ جائے تو ایسی صورت میں بھی اس کے لیے اس کی قضا واجب نہیں ہے۔ مگر جب اس کے ادا کرنے میں تاخیر کرے یہاں تک کہ اسے ادا کرنے کے لیے وقت تنگ پڑ جائے، تو اس پر اس کی قضا ہے۔
- جب حیض یا نفاس والی عورت نماز کا وقت ختم ہونے سے قبل ہی پاک ہو جائے تو اس پر اس نماز کو اور اس سے قبل والی نماز کو ادا کرنا واجب ہے اگر پہلے والی نماز کو اس کے ساتھ جمع کیا جا سکتا ہو جمع بین الصلاتین کی صورت میں۔ تو اگر وہ عصر کے وقت پاک ہوئی ہے تو ظہر اور عصر کی نماز ادا کرے گی, اگر عشاء کے وقت پاک ہوئی

ہے تو مغرب اور عشاء کی نماز ادا کرے گی, لیکن اگر فجر, ظہر یا مغرب کے وقت پاک ہوئی ہے تو صرف ایک وقت کی نماز پڑھے گی, یعنی صرف اس وقت کی جس نماز کے وقت وہ پاک ہوئی ہے۔

- جہاں تک استحاضہ کے خون کا معاملہ ہے جو بعض عورتوں کو آتا ہے، اور وہ ایسا خون ہے جو مخصوص و معتاد وقت کے علاوہ میں رحم کے ابتدائی حصہ سے نکلتا ہے[20]، تو اس کے احکام درج ذیل ہیں:

- استحاضہ کے احکام طہر کے احکام ہیں، مگر استحاضہ والی خاتون کے واجب ہے کہ:

ا. ہر نماز کے لیے وضو کرے، جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: " ثُمَّ تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ وَصَلِّي" ترجمہ: "پھر تم ہر نماز کے لیے وضو کرو اور نماز ادا کرو" (بخاری)۔ یعنی ہر نماز کے لیے نماز کا وقت ہونے کے بعد ہی وضو کرو اور نماز پڑھو[21]۔ جہاں تک فرض نمازوں کے علاوہ کا معاملہ ہے تو ان کے لیے اس وقت وضو بنائے جب انہیں ادا کرنے کا ارادہ کرے۔

20- استحاضہ کے خون کی علامت یہ ہے کہ وہ باریک ہوتا ہے گاڑھا نہیں، نہ ہی اس میں بدبو ہوتی ہے اور وہ نکلنے کے بعد جمتا ہے۔

21- استحاضہ والی خاتون کے لیے اگر ہر نماز کے وقت وضو بنانا دشوار ہو تو اسے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نماز کو جمع کر کے ایک ساتھ ادا کرنا جائز ہے۔

۲. جب خاتون وضو کرنے کا ارادہ کرے تو خون کے اثر کو دھو لے۔ اپنی شرم گاہ پر کاٹن کا ٹکڑا رکھ لے تاکہ وہ خون کو جذب کرتا رہے۔ خواتین آج کل اس مقصد کے لیے پیڈ کا استعمال کرسکتی ہیں۔

اللہ تعالی ہمیں ظاہری و باطنی طہارت کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں، اگلے درس میں ہم نماز کی شرائط کے بارے میں بات کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

نماز کے شروط-۱

آج ہماری گفتگو نماز کے احکام کے سلسلے میں ہے۔ نماز کی کچھ شرطیں ہیں جن کا نماز سے قبل اور نماز کے دوران پایا جانا واجب ہے۔اسی طرح اس کے کچھ ارکان ہیں جن کو انجام دینا واجب ہے۔اگر انہیں انجام نہیں دیا گیا تو نماز باطل ہو جائے گی۔اسی طرح اس کے کچھ واجبات ہیں جن کا انجام دینا واجب ہے۔

- نماز کی صحت کے شروط میں سے اسلام، عقل اور سن تمیز ہے، تو کافر کی نماز درست نہیں ہو گی۔ جس کی عقل غائب ہے یا جس کی عقل پر نشہ آور چیز وغیرہ نے پردہ ڈال دیا ہے،اس کی نماز درست نہیں ہو گی۔
- نماز کے شروط میں سے نمازوں کے وقت کا داخل ہونا ہے۔اللہ تعالی کا ارشاد ہے:" إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا"(النساء:۱۰۳)۔ "یقیناً نماز مؤمنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے"۔

- نماز کے اوقات درج ذیل ہیں:

ظہر کا وقت: زوال شمس سے شروع ہوتا ہے۔یعنی جب سورج بیچ آسمان میں آنے کے بعد مغرب کی جانب مائل ہو جائے۔اس کا اس طرح پتہ لگایا جائے گا کہ جب سورج کا مغرب کی جانب والا سایہ ختم ہونے کے بعد مشرق کی جانب ظاہر ہونے لگے۔ ظہر کا

وقت اس وقت ختم ہوتا ہے جب ہر چیز کا سایہ اس کے طول کے مثل ہو جائے[22]۔ (اس سایہ کے علاوہ جو زوال کے وقت ہوتا ہے)۔

عصر کا وقت: ظہر کے وقت کے ختم ہونے سے شروع ہوتا ہے اور سورج کے زرد ہونے تک باقی رہتا ہے۔ ضرورت کے وقت غروبِ شمس تک جاری رہتا ہے[23]۔

مغرب کا وقت: غروب شمس یعنی سورج کی ٹکیا کے مکمل غائب ہونے کے بعد سے شروع ہو کر شفقِ احمر یعنی مغرب میں سرخی کے غائب ہونے تک جاری رہتا ہے۔

عشاء کا وقت: مغرب کے وقت کے ختم ہونے (شفق احمر کے غائب ہونے کے وقت) سے شروع ہو کر وسط شب تک باقی رہتا ہے۔ ضرورت کی حالت میں اس کا وقت طلوعِ فجر تک باقی رہتا ہے۔

فجر کا وقت: فجرِ ثانی کے طلوع ہونے سے شروع ہوتا ہے اور طلوعِ شمس پر ختم ہوتا ہے۔ فجر ثانی کو فجر صادق بھی کہتے ہیں اور یہ وہ سفیدی ہے جو افق میں مشرق کی جانب سے ظاہر ہوتی ہے اور شمال سے جنوب کی طرف پھیل جاتی ہے[24]۔

22- جب سورج نکلتا ہے تو ہر بلند چیز کا سایہ مغرب کی طرف ظاہر ہوتا ہے، اور جس قدر سورج اوپر کی طرف بڑھتا جاتا ہے وہ سایہ کم ہوتا جاتا ہے، جب بیچ آسمان میں پہنچ جاتا ہے- اور وہ استواء کی حالت ہے- تو سایہ میں کمی آنے کا سلسلہ اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے، (یعنی سایہ کے کم ہونے کا سلسلہ رک جاتا ہے) اور پھر بلند چیز کا سایہ اصلی باقی رہ جاتا ہے، اور یہ زوال کا سایہ ہے، اور یہ مہینوں کے حساب سے بدلتا رہتا ہے۔

23- عصر کی نماز سورج میں زردی آنے کے بعد تک کے لیے مؤخر کرنا جائز نہیں ہے، اگر کوئی اس میں تاخیر کے لیے مجبور ہو جائے تو ایسے شخص کے لیے غروب شمس سے قبل اس کے ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح عشاء کی نماز کے متعلق کہا جاتا ہے کہ نصف شب کے بعد اس میں تاخیر کرنا جائز نہیں ہے، لیکن ضرورت اور مجبوری کی بنیاد پر فجر کی نماز سے قبل تک اسے ادا کیا جا سکتا ہے۔

24 - جہاں تک فجر اول (صبح کاذب) کی بات ہے تو وہ مشرق سے لے کر مغرب تک پھیلا ہوتا ہے، اور یہ مختصر وقت کے لیے ہوتا ہے پھر تاریک ہو جاتا ہے، فجر ثانی کے برخلاف، تو اس کی روشنی بڑھتی رہتی ہے۔

نماز کے اوقات تفصیلی طور پر عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث میں آئے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: " وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ، وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُولِهِ، مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ، وَوَقْتُ الْعَصْرِ، مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ، وَوَقْتُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، مَا لَمْ يَغِبْ الشَّفَقُ، وَوَقْتُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ الأَوْسَطِ، وَوَقْتُ صَلَاةِ الصُّبْحِ، مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ، مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ" یعنی "ظہر کا وقت اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب سورج مائل ہو جائے اور اس وقت تک رہتا ہے جب انسان کا سایہ اس کے طول کے برابر ہو جائے اور جب تک عصر کا وقت نہ ہو جائے، عصر کا وقت اس وقت تک رہتا ہے جب تک سورج میں زردی نہ آجائے۔ مغرب کی نماز کا وقت اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک شفق غائب نہ ہو جائے۔ عشاء کی نماز کا وقت نصف شب تک باقی رہتا ہے، صبح کی نماز کا وقت طلوع فجر سے شروع ہو کر اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک سورج طلوع نہ ہو جائے" (مسلم)۔

- عشاء کی نماز کے علاوہ بقیہ نمازوں کو اول وقت میں مقدم کرنا مستحب ہے۔ عشاء کو اس صورت میں مؤخر کرنا مستحب ہے جب وہ لوگوں پر شاق نہ ہو۔ ظہر کو سخت گرمی میں گرمی کے کم ہونے تک کے لیے مؤخر کرنا مستحب ہے۔
- جس کی نماز فوت ہو جائے، تو اس کے لیے اس کی قضاء فوری طور پر ترتیب کے ساتھ واجب ہے۔ اگر وہ ترتیب بھول جائے یا ترتیب کے وجوب کا اسے علم نہ ہو تو

اس پر کوئی گناہ نہیں ہے، یا اگر وہ موجودہ نماز کے وقت کے نکل جانے کا اندیشہ ہو، تو اس نماز اور فوت شدہ نماز کے مابین ترتیب ساقط ہو جائے گی۔

اللہ تعالی ہمیں اور ہماری آل واولاد کو وقت پر مکمل طریقہ سے نماز کی پابندی کرنے والا بنائے۔ ہم آج اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں ہم نماز کے بقیہ شروط کے متعلق گفتگو کریں گے۔ ان شاءاللہ۔

نماز کے شروط-2

گذشتہ درس میں ہم نے نماز کے شروط کے سلسلے میں گفتگو کی تھی۔ ہم نے ان میں سے اسلام، عقل، سنِ تمیز، اور وقت کے داخل ہونے کا ذکر کیا تھا۔ اب ذیل میں نماز کی صحت کے شروط کو بیان کیا جارہا ہے۔

- نماز کی صحت کے شروط میں سے یہ ہے کہ جسم کا ستر ایسے کپڑے سے کیا جائے جس سے چمڑا ظاہر نہ ہو۔ مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنہ تک ہے۔ جہاں تک عورت کے ستر کی بات ہے تو نماز میں اس کا پورا جسم ستر ہے سوائے اس کے چہرہ اور دونوں ہتھیلیوں کے۔ اگر خاتون غیر محرم مردوں کے پاس ہو تو وہ اپنے پورے جسم کا ستر کرے گی۔
- جس چیز کی طرف تنبیہ ضروری ہے وہ یہ ہے کہ بعض حضرات ایسے کپڑے یا چھوٹے پاجامے پہنتے ہیں جن سے ان کی ران کا یا پشت کے نیچے کا کچھ حصہ ظاہر ہو جاتا ہے جو ستر کے ضمن میں داخل ہے، تو ایسی صورت میں نماز صحیح نہیں ہو گی۔
- اسی طرح جو ایسا لباس پہنے جس سے کپڑے کے نیچے کی چیزیں دکھائی پڑیں، جیسے کپڑے کے نیچے چمڑے کا رنگ دکھائی پڑے، تو ایسے کپڑے میں نماز صحیح نہیں ہو گی۔

- نماز کی شرائط میں سے حدث اصغر و اکبر سے طہارت ہے۔ اس سلسلے میں تفصیل سے گفتگو گذر چکی ہے۔
- نماز کی صحت کے شروط میں سے بدن، لباس اور نماز پڑھنے کی جگہ کا نجاست سے پاک ہونا ہے۔

جس نے اپنے اوپر نماز کے بعد نجاست دیکھی، اور اسے اس بات کا پتہ نہیں ہے کہ وہ کب لگی یا اسے بھولا ہوا تھا، تو ایسے شخص کی نماز صحیح ہو گی۔ اگر نماز کے دوران اس کا علم ہو اور اس کا زائل کرنا ممکن ہو بغیر ستر کھلے ہوئے تو اسے زائل کر لے اور اپنی نماز مکمل کر لے۔

نماز کی شرائط میں سے قبلہ رخ ہونا ہے[25] اور کعبہ مسلمانوں کا قبلہ ہے۔

نماز کے شروط میں سے نیت ہے۔ اس کا محل قلب ہے۔ زبان سے نیت کا ادا کرنا مشروع نہیں ہے۔

مقبرہ میں نماز درست نہیں ہے، صرف میت پر نمازِ جنازہ وہاں پڑھی جاسکتی ہے۔ اسی طرح اونٹ کے باڑے میں نماز درست نہیں ہو گی[26]۔

---

25 - سفر کی حالت میں سواری پر جیسے کار، ہوائی جہاز وغیرہ پر نفل نمازیں مستثنی ہیں، ان میں نفل نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں چاہے جس سمت سواری جائے۔

26 - وہ جگہ جہاں اونٹ رات میں رہتے ہوں یا ایسی جگہ جہاں اونٹ پانی پینے کے لیے یا پانی کے انتظار میں بیٹھتے ہوں۔

اے اللہ ہمیں ان لوگوں میں سے بنا جو نماز کو درست طریقہ سے قائم کرتے ہیں اور ایسی نماز کی توفیق عطا کر جو تجھے راضی کرے۔ ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں ہم ارکانِ صلاۃ کے متعلق باتیں کریں گے۔ ان شاءاللہ۔

ارکانِ صلاۃ

اس سے قبل ہم نے نماز کے شروط کے سلسلے میں باتیں کی تھیں۔آج کے درس میں ہماری گفتگو نماز کے ارکان کے سلسلے میں ہے۔

نماز کے ارکان کسی بھی حال میں ساقط نہیں ہوتے ہیں خواہ انہیں عمدا چھوڑا جائے سہوا، اور وہ درج ذیل ہیں:

پہلا رکن: قدرت ہونے کی حالت میں کھڑا ہونا: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ" یعنی "کھڑے ہو کر نماز ادا کرو، اگر کھڑے ہونے کی استطاعت نہ ہو تو بیٹھ کر، اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہ ہو تو پہلو کے بل" (بخاری)۔ یہ فرض نماز کا حکم ہے، جہاں تک نفل نماز کی بات ہے تو بغیر عذر کے بھی اسے بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں آدھا ثواب ملے گا۔جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:" وَمَنْ صَلَّى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ" ترجمہ:"جو بیٹھ کر نماز پڑھے تو اسے کھڑے ہو کر پڑھنے والے کا آدھا ثواب ملے گا" (بخاری)۔

دوسرا رکن: تکبیر تحریمہ: نماز شروع کرتے وقت تکبیر تحریمہ کہی جائے گی جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:" ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ، فَكَبِّرْ" یعنی "پھر قبلہ رخ ہو جاؤ اور تکبیر کہو" (بخاری)۔

تیسرا رکن: ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا ہے، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ" یعنی "اس شخص کی نماز درست نہیں ہے جو فاتحۃ الکتاب (سورہ فاتحہ) نہ پڑھے" (متفق علیہ)۔ اس شخص سے سورہ فاتحہ ساقط ہو جاتا ہے جو امام کو رکوع کی حالت میں پائے یا رکوع میں جانے سے قبل پائے اور سورۂ فاتحہ پڑھنے کا اسے وقت نہ مل سکے۔

چوتھا رکن: رکوع

پانچواں رکن: رکوع سے اٹھنا

چھٹا رکن: اعتدال کے ساتھ کھڑا ہونا جیسا کہ رکوع سے پہلے تھا۔

ساتواں رکن: سات اعضاء پر سجدہ کرنا، اور وہ پیشانی، ناک، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے، اور دونوں قدم کی انگلیاں ہیں۔

آٹھواں رکن: سجدہ سے اٹھنا.

نواں رکن: دونوں سجدوں کے مابین بیٹھنا.

دسواں اور گیارہواں رکن: آخری تشہد اور اس میں بیٹھنا، اور اس بیٹھ کر یہ مسنون دعا "التحیات للہ والصلوات والطیبات........." پڑھنا ہے۔

بارہواں رکن: سلام پھیرنا ہے۔

تیرہواں رکن: طمانیت ہے، اور وہ ہر فعلی رکن کے ادا کرنے میں ہے گرچہ کم ہی کیوں نہ ہو۔

چودھواں رکن: ارکان کے مابین ترتیب ہے۔

اے اللہ ہمیں دین میں سمجھ عطا فرما۔ ہمیں وہ چیزیں سکھا جو ہمیں دنیا و آخرت میں فائدہ پہنچائیں ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں، اگلے درس میں ہم اس شخص کا حکم بیان کریں گے جو ان ارکان میں سے کوئی رکن چھوڑ دے یا بھول جائے۔

جو شخص ارکانِ نماز میں سے کوئی رکن بھول جائے یا چھوڑ دے

ہم نے گذشتہ درس میں نماز کے چودہ ارکان کے سلسلے میں گفتگو کی تھی۔ آج کے درس میں ہماری گفتگو اس شخص کے متعلق ہو گی جو ان میں سے کسی کو چھوڑ دے یا بھول جائے۔

- اگر کوئی شخص تکبیر تحریمہ بھول جائے یا چھوڑ دے تو اس کی نماز نہیں ہو گی، یعنی وہ نماز میں داخل ہی نہیں ہوا۔
- اگر کوئی شخص اس کے علاوہ کوئی اور رکن جان بوجھ کر چھوڑ دے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی، اگر سہواً چھوٹ جائے تو اس میں تفصیل ہے:
- اگر دوسری رکعت میں اس جگہ تک پہنچنے سے قبل وہ یاد آجائے، تو لوٹ کر اسے ادا کرے، پھر اپنی نماز پوری کرے اور سجدۂ سہو کرے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی رکوع بھول گیا، پھر اسی رکعت کے سجدہ میں اسے یاد آیا، یا اگلی رکعت کی قراءت میں یاد آیا، تو وہ سجدہ یا قراءت چھوڑ دے گا، اور رکوع کرے گا اور پھر اپنی نماز مکمل کرے گا اور سجدۂ سہو کرے گا۔

- اگر اگلی رکعت میں اس جگہ تک پہنچنے کے بعد وہ رکن اسے یاد آئے، تو وہ ناقص رکعت کو کالعدم قرار دے دے، اور دوسری رکعت ہی کو پہلی رکعت شمار کرے۔ اس طرح وہ نماز مکمل کرے اور سجدۂ سہو کرے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی پہلی

رکعت میں رکوع بھول گیا پھر اس کو دوسری رکعت میں رکوع کے وقت یاد آیا تو وہ پہلی رکعت کو شمار نہیں کرے گا، بلکہ دوسری رکعت پہلی رکعت شمار ہو گی، وہ اس طرح اپنی وہ نماز مکمل کرے گا اور سجدہ سہو کرے گا۔

- اگر چھوٹا ہوا رکن کسی کو سلام پھیرنے کے بعد یاد آئے اور جو چیز اس سے چھوٹی ہے وہ آخری رکعت سے ہے تو اگر اس کے سلام پھیرنے اور یاد آنے کے درمیان لمبا وقفہ نہیں گذرا ہو تو نمازی ایک رکعت الگ سے پڑھے، اور اگر لمبا وقفہ گذر گیا ہو یا نمازی کا وضو ٹوٹ گیا ہو تو ایسی صورت میں دوبارہ نماز پڑھے گا۔

اللہ تعالی ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو اپنی نمازوں کو پوری کرتے ہیں اور مکمل طور پر ادا کرتے ہیں۔ ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں ہم نماز کے واجبات کے سلسلے میں گفتگو کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

نماز کے واجبات

ہم نے پچھلے درس میں نماز کے ارکان اور ان سے متعلق احکام کے سلسلے میں بات کی تھی۔ آج کے درس میں ہم نماز کے واجبات کے سلسلے میں باتیں کریں گے اور وہ یہ ہیں:

۱) تکبیر تحریمہ کے علاوہ تمام تکبیرات۔

۲) امام اور منفرد نماز پڑھنے والے کے لیے "سمع اللہ لمن حمدہ" کہنا، جہاں تک مقتدی کی بات ہے تو وہ اسے نہیں کہے گا۔

۳) امام، منفرد اور مقتدی کے لیے "ربنا ولک الحمد" کہنا۔

۴) رکوع میں "سبحان ربی العظیم" کہنا۔ مستحب یہ ہے کہ اسے تین مرتبہ یا اس سے زیادہ کہے۔

۵) سجدہ میں "سبحان ربی الأعلی" کہنا۔ مستحب یہ ہے کہ اسے تین مرتبہ یا اس سے زیادہ کہے۔

۶) پہلا تشہد، اور اس میں یہ کہے: " التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ الله وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا الله وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ" ترجمہ: "ہر طرح کی عبادتیں، نمازیں اور پاکیزگیاں اللہ ہی کے لیے ہیں، اے نبی! آپ پر سلامتی، اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں، اور

سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے تمام نیک اور صالح بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں" (متفق علیہ)۔

۷) پہلے تشہد کے لیے بیٹھنا۔

- عمداً جو ان واجبات میں سے کسی واجب کو چھوڑ دے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔
- سہواً یا لاعلمی کی بنیاد پر جب کوئی اسے چھوڑ دے تو وہ سجدۂ سہو کے ذریعہ اس کی تلافی کرے۔

ہم اللہ تبارک وتعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں علمِ نافع اور عملِ صالح کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ آنے والے درس میں نماز کی طرف چلنے کے آداب کے متعلق باتیں کریں گے۔ إن شاءاللہ۔

نماز کے لیے جانے کے آداب

ہم نے اس سے قبل نماز کے شروط، ارکان اور واجبات کے سلسلے میں گفتگو کی ہے۔ اس درس میں ہم نماز کے لیے جانے کے آداب کے سلسلے میں گفتگو کریں گے۔

۱) مسلمان پر واجب ہے کہ وہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرے۔ اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے: وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ (البقرۃ:۴۳) ترجمہ: "اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو"۔ امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: " وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَتُقَامَ ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ثُمَّ أَنْطَلِقَ مَعِي بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمٌ مِنْ حَطَبٍ إِلَى قَوْمٍ لَا يَشْهَدُونَ الصَّلَاةَ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ بِالنَّارِ" یعنی "میں نے قصد کیا کہ میں نماز کا حکم دوں، پھر نماز قائم کی جائے، پھر میں ایک شخص کو حکم دوں اور وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، پھر میں نکلوں اور میرے ساتھ کچھ لوگ ہوں، ان کے ساتھ لکڑیوں کا بنڈل ہو، پھر ان لوگوں کے پاس جاؤں جو نماز کے لیے (مسجد میں) حاضر نہیں ہوتے ہیں، تو میں ایسے لوگوں کے گھروں کو جلادوں"۔

۲) مستحب یہ ہے کہ نماز کے لیے وضو کرکے آئے، اطمینان وسکون کے ساتھ آئے، جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "اذا أُقيمتِ الصَّلاةُ فلا تأتوها وأنتم تَسعَونَ، ولكن ائتوها وأنتم تَمشُونَ وعليكم السَّكينةُ، فما أدركتُم فصلُّوا، وما فاتكم فأتمُّوا ""جب نماز قائم ہوجائے تو تم دوڑتے

ہوئے نماز کے لیے نہ آؤ، بلکہ تم چل کر آؤ اور تمہارے اوپر سکینت ہو، جتنی نماز تمہیں مل جائے اسے پڑھ لو، اور جو تم سے چھوٹ جائے اسے پورا کرو" (متفق علیہ)۔

۳) جب مسجد میں داخل ہونے لگے تو اپنا دایاں پاؤں پہلے داخل کرے اور یہ کہے: " اللَّهُمَّ افتَحْ لي أبواب رَحْمَتِك "یعنی "اے اللہ میرے لیے اپنے رحمت کے دروازے کھول دے" (مسلم)۔

۴) جب مسجد سے نکلنا چاہے تو پہلے اپنے بائیں پاؤں کو آگے بڑھائے اور یہ کہے: "اللَّهُمَّ إنِّي أسألُكَ مِنْ فَضْلِك"، "اے اللہ میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں" (مسلم)۔

۵) نماز کے لیے جلدی جانا مستحب ہے۔ ہر شخص کو چاہیے کہ تکبیرِ تحریمہ کو پانے، صفِ اول میں شامل ہونے، امام سے قریب رہنے، صفوں کو سیدھی کرنے اور صفوں کے درمیان سے فاصلہ کو ختم کرنے کی کوشش رہے۔

٦) جو شخص مسجد میں داخل ہو اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک کہ دو رکعت تحیۃ المسجد نہ پڑھ لے، جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتَّى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ" یعنی "جب تم میں کا کوئی مسجد میں داخل ہو تو اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک کہ دو رکعت نماز نہ پڑھ لے" (متفق علیہ)۔

اے اللہ ہمیں اپنی وسیع رحمت اور مغفرت میں شامل فرمالے۔اپنے عفو وکرم سے ہمیں درگذر فرما۔ ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔اگلے درس میں صحیح نماز کی صفت کے بارے میں گفتگو کریں گے جیسا کہ سنت میں وارد ہوا ہے۔

نماز کا طریقہ

آج کے درس میں ہماری گفتگو نماز کی صفت و کیفیت سے متعلق ہے جیسا کہ حدیثوں میں بیان ہوا ہے اور وہ درج ذیل ہے:

- نمازی قبلہ رو ہو کر کھڑا ہو۔ "اللہ اکبر" کہتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں کندھوں یا دونوں کانوں تک اٹھائے اور اپنے سجدہ کی جگہ کو دیکھے۔
- پھر اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھے اور ان دونوں کو اپنے سینے پر رکھے یا سینے کے نیچے ناف کے اوپر رکھے، یا ناف کے نیچے رکھے، اور ہاتھ کے رکھنے کی کیفیت یہ ہو گی۔ (رسغ اس جوڑ کو کہتے ہیں جو ہتھیلی اور بازو کے درمیان ہوتا ہے):

۱) یا تو اپنی دائیں ہتھیلی کو اپنی بائیں ہتھیلی پر رکھے۔

۲) یا اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں بازو پر رکھے۔

- پھر دعائے استفتاح پڑھے" :سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلا إِلَهَ غَيْرُكَ ""تیری ذات پاک ہے اے اللہ، ہر طرح کی حمد تیرے لیے ہے، تیرا نام بابرکت ہے، تیرا مرتبہ عظیم ہے، تیرے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں"۔ یا اس کے علاوہ جو دعا حدیثوں میں وارد ہوئی ہے وہ پڑھے، پھر

یہ کہے: "أعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم"، پھر سورۂ فاتحہ پڑھے، اور اس کے آخر میں جہری نماز میں زور سے اور سری نماز میں آہستہ "آمین" کہے۔

- پھر پہلی دو رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قرآن میں سے جو یاد ہو پڑھے۔
- پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں کندھوں یا دونوں کانوں تک اٹھاتے ہوئے رکوع کے لیے تکبیر کہے، اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھے اور اپنی انگلیوں کو کھلا رکھے، اپنے سر کو اپنی پیٹھ کے برابر رکھے، اپنی پشت کو پھیلائے اور اسے سیدھا رکھے، رکوع میں اطمینان کے ساتھ رہے اور تین مرتبہ یا اس سے زیادہ یہ کہے: "سبحان ربی العظیم "۔
- پھر "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتے ہوئے اپنے سر اور دونوں ہاتھ اٹھائے۔ امام اور منفرد نماز پڑھنے والا "سمع اللہ لمن حمدہ" کہے گا لیکن مقتدی نہیں کہے گا۔
- جب سیدھا کھڑا ہو جائے، تو "ربنا ولک الحمد" کہے، یا "ربنا لک الحمد" کہے، یا "اللہم ربنا ولک الحمد" کہے، یا "اللہم ربنا لک الحمد" کہے، اور جو اذکار وارد ہوئے ہیں ان کے ذریعہ اس دعا میں مزید اضافہ کرے تو بہتر ہے۔
- پھر تکبیر کہے اور بغیر رفع الیدین کیے ہوئے سجدہ میں چلا جائے، پھر وہ سات اعضاء پر سجدہ کرے، (پیشانی اور ناک، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے، اور دونوں قدموں کی

انگلیوں پر) اپنے ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھے، اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں کندھوں یا دونوں کانوں کے برابر رکھے، اپنی پیشانی اور ناک کو زمین سے لگا کر رکھے، اپنے دونوں بازو کو زمین سے اٹھا کر رکھے، اپنی دونوں رانوں میں کشادگی رکھے اور اپنے پیٹ کو ان دونوں سے دور رکھے۔ ایسا وہ اپنی استطاعت بھر کرے اس طور پر کہ اس سے دوسرے نمازی کو تکلیف نہ پہنچے، اور سجدہ میں تین مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ: "سبحان ربی الأعلى" کہے اور زیادہ سے زیادہ دعا کرے، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ» "سجدہ کی حالت میں بندہ سب سے زیادہ اللہ تعالی سے قریب ہوتا ہے، تو تم لوگ زیادہ سے زیادہ دعائیں کرو" (مسلم)۔

- پھر تکبیر کہتے ہوئے اٹھے اور افتراش کی حالت میں بیٹھے، افتراش یہ ہے کہ انسان اپنے بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھے اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھے، اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے دائیں ران پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر گھٹنے کے پاس یا گھٹنے پر رکھے، اطمینان کے ساتھ بیٹھے، اور تین مرتبہ یا اس سے زیادہ یہ کہے: "رب اغفرلی"۔
- پھر تکبیر کہے اور سجدہ میں جائے، اور دوسرے سجدہ میں بھی ویسے ہی کرے جیسے پہلے سجدہ میں کیا تھا۔
- پھر تکبیر کہتے ہوئے اپنے سر کو اٹھائے، اب دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے، اور دوسری رکعت میں بھی ویسے ہی کرے جیسا کہ پہلی رکعت میں کیا تھا۔

پھر تین یا چار رکعت والی نماز کے لیے تشہد اول میں بیٹھے، اسی طرح افتراش کی کیفیت میں بیٹھے جیسے دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے ہیں، اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنی دونوں رانوں پر رکھے، اپنے دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے بیچ والی انگلی کے ساتھ حلقہ بنائے اور خنصر یعنی ہاتھ کی چھوٹی انگلی اور بنصر یعنی چھوٹی والی انگلی کے بغل والی انگلی کو سمیٹ لے اور شہادت والی انگلی سے اشارہ کرے، یا تمام انگلیوں سے مٹھی بنالے اور شہادت والی انگلی سے اشارہ کرے اور اس کی طرف دیکھے اور یہ کہے:" التَّحِيَّاتُ لِله وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ الله وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ الله الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا الله، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ" یعنی "ہر طرح کی عبادتیں، نمازیں اور پاکیزگیاں اللہ ہی کے لیے ہیں، اے نبی! آپ پر سلامتی، اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں، اور سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے تمام نیک و صالح بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں'' (متفق علیہ)۔

- پھر تیسری رکعت کے لیے تکبیر کہتے ہوئے اور رفع الیدین کرتے ہوئے کھڑا ہو، پھر تیسری اور چوتھی رکعت پڑھے، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھے۔

پھر آخری تشہد کے لیے تورّک کی حالت میں بیٹھے، تورّک یہ ہے کہ اپنے بائیں پاؤں کو دائیں طرف بچھاتے ہوئے نکالے اور اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا رکھے اور اپنی سرین[27] پر

[27] - یا دائیں پیر کو پھیلائے اور بائیں پیر کو دائیں پیر کی پنڈلی اور ران کے درمیان داخل کرے۔

بیٹھے، پھر آخری تشہد میں وہی چیزیں پڑھے جو پہلے تشہد میں پڑھا تھا اور اس میں اس کا اضافہ کرے:"اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ "(بخاری)"اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد ﷺ پر اور آلِ محمد ﷺ پر جیسے تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر اور آلِ ابراہیم علیہ السلام پر، یقیناً تو قابلِ تعریف، بڑی شان والا ہے۔اے اللہ! برکت نازل فرما محمد ﷺ پر اور آلِ محمد ﷺ پر جیسے تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر اور آلِ ابراہیم علیہ السلام پر، یقیناً تو قابلِ تعریف، بڑی شان والا ہے"۔

- پھر چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگے اور یہ کہے" :اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ" یعنی "اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، زندگی اور موت کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنے کے شر سے" (مسلم)، اور جو چاہے دعا کرے۔
- پھر دائیں اور بائیں جانب یہ کہتے ہوئے سلام پھیرے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ... السلام علیکم ورحمۃ اللہ"
- جب سلام پھیر لے تو یہ کہے: استغفر اللہ، تین مرتبہ، اور یہ دعا پڑھے: "اللهم أنت السلام، ومنك السلام، تباركت يا ذا الجلال والإكرام "پھر نماز کے بعد کی جو مسنون دعائیں اور ذکر واذکار ہیں انہیں پڑھے۔

ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں ان شاء اللہ نماز کی غلطیوں کے سلسلے میں باتیں کریں گے جن میں بعض لوگ مبتلا ہوتے ہیں۔

نمازیوں کی غلطیاں(۱)

ہم نے گذشتہ درس میں صفت نماز سے متعلق گفتگو کی تھی۔آج کے درس میں ہماری گفتگو ان غلطیوں کے سلسلے میں ہوگی جن میں بعض نمازی مبتلا ہوتے ہیں۔ ہم انہیں اختصار کے ساتھ یہاں بیان کرتے ہیں، تاکہ وہ ان سے بچ سکیں اور دوسروں کو بھی متنبہ کر سکیں۔یہ غلطیاں درج ذیل ہیں:

- نماز کے شروع میں زبان سے نیت کرنا بدعت ہے۔اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام نے ایسا نہیں کیا۔نیت کا مقام دل ہے، لفظ کے ذریعہ اسے ادا کرنا مشروع نہیں ہے۔
- غلطیوں میں سے ایک یہ ہے کہ بعض لوگ جب مسجد میں داخل ہوتے ہیں اور امام رکوع کررہاہوتاہے تو وہ تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے رکوع کے لیے جھک جاتے ہیں، حالانکہ یہ نماز کو باطل کرنے والا ہے۔اس لیے کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہوکر کہنا واجب ہے۔پھر رکوع کے لیے تکبیر کہتے ہوئے رکوع کرے،اگر جلدبازی میں رکوع کی تکبیر چھوڑ کر کھڑے ہوکر صرف تکبیر تحریمہ پر اکتفا کرے تواس کی نماز درست ہوگی۔
- غلطیوں میں سے دوڑ کر اور تیزی کے ساتھ نماز کے لیے جاناہے، جبکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:"إِذَا سَمِعْتُمْ الْإِقَامَةَ، فَامْشُوا إِلَى الصَّلَاةِ، وَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ وَالْوَقَارِ، وَلَا تُسْرِعُوا، فَمَا أَدْرَكْتُمْ، فَصَلُّوا،

وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا" یعنی" جب تم اقامت سنو، تو سکینت و وقار اختیار کرتے ہوئے نماز کے لیے چلو اور جلدی نہ کرو، جتنی نماز تمہیں مل جائے اسے پڑھو اور جو فوت ہو جائے اسے پورا کرو"(بخاری)۔ تو سنت یہ ہے کہ اطمینان کے ساتھ چلے جیسے عام طریقہ سے چلتے ہیں۔

- غلطیوں میں سے ایک یہ ہے کہ صفوں کو درست نہ کیا جائے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:" سَوُّوا صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ" یعنی "اپنی صفوں کو درست کرو، اس لیے کہ صفوں کو سیدھی کرنا نماز قائم کرنے میں سے ہے" (بخاری)۔ صفوں کو درست کرنے کے سلسلے میں معتبر یہ ہے کہ کندھے برابر ہوں، جو بدن کا اعلی حصہ ہے، اور ٹخنے برابر ہوں جو بدن کا نچلا حصہ ہے۔ (کعب وہ جوڑ ہے جو پنڈلی اور قدم کو جوڑتی ہے۔)

- انہی غلطیوں میں سے لہسن اور پیاز کھا کر مسجد آنا بھی ہے۔ جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:" مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا، فَلْيَعْتَزِلْنَا، أَوْ قَالَ: فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا، وَلْيَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ" یعنی "جس نے لہسن اور پیاز کھایا تو وہ ہم سے الگ رہے، یا کہا: وہ ہماری مساجد سے الگ رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے "(متفق علیہ) اور اس حکم میں وہ ساری چیزیں ہیں جو بدبودار ہوتی ہیں، جن سے نمازیوں کو تکلیف پہنچتی ہے، جیسے سگریٹ نوشی ہے جو بذات خود منکر چیز ہے اور اس کی بو سے نمازیوں کو تکلیف پہنچتی ہے، تو اس طرح یہ منکر کا سبب بھی بن رہی ہے۔

- غلطیوں میں سے نماز میں یا نماز کے لیے مسجد جاتے وقت انگلیوں کو انگلیوں میں ڈالنا ہے، اور ایسا کرنا مکروہ ہے، جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: " إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا إِلَى الْمَسْجِدِ فَلا يُشَبِّكَنَّ يَدَيْهِ، فَإِنَّهُ فِي صَلاةٍ" یعنی "جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اچھی طرح وضو کرے، پھر قصد کرتے ہوئے مسجد کی طرف نکلے تو وہ "تشبیک" نہ کرے (یعنی ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پیوست نہ کرے) کیونکہ وہ نماز میں ہے"۔ (اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح قرار دیا ہے)۔

اللہ تعالی ہمیں غلطیوں اور لغزشوں سے محفوظ رکھے اور ہماری کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔ ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں اسی موضوع پر اپنی بات مکمل کریں گے۔ ان شاءاللہ۔

نمازیوں کی غلطیاں(۲)

ہم نے سابقہ درس میں بعض نمازیوں کی غلطیوں کے سلسلے میں جو باتیں کی تھیں، آج کے درس میں اسی سلسلہ کو جاری رکھیں گے:

- نمازیوں کی غلطیوں میں سے نماز کے لیے تزئین وزیبائش کو چھوڑ دینا ہے۔ بعض لوگ نماز کے لیے بطور خاص فجر کی نماز کے لیے نکلتے ہیں، اور وہ نائٹ ڈریس یا گھٹیا کپڑے میں ہوتے ہیں جسے وہ اپنے دفاتر یا پروگراموں میں نہیں پہنتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالی نے فرمایا:" يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ(الأعراف:۳۱) "اے اولاد آدم! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنی زینت اختیار کرو"۔
- غلطیوں میں سے بغیر عذر کے فرض نماز میں قیام کے دوران دیوار یا کھنبے سے ٹیک لگانا ہے۔ یہ نماز کو باطل کرنے والا ہے،اس لیے کہ طاقت کی حالت میں قیام، نماز کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔
- غلطیوں میں سے ایک نماز کے دوران آسمان کی طرف نگاہ بلند کرنا ہے، حالانکہ یہ حرام ہے، جیسا کہ بخاری نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:" مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي صَلَاتِهِمْ -فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذَلِكَ حَتَّى قَالَ-: لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذَلِكَ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ" یعنی "ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو اپنی نمازوں میں اپنی نگاہوں کو آسمان کی طرف بلند کرتے ہیں، آپ نے

اپنی اس بات پر زور دیتے ہوئے کہا کہ وہ اس سے رک جائیں ورنہ ان کی نگاہیں اچک لی جائیں گی"۔

- غلطیوں میں سے ایک امام کے " إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ" کہتے وقت بعض مقتدی کا "استعنّا باللہ" کہنا ہے، حالانکہ یہ سنت کے خلاف ہے۔امام نووی رحمہ اللہ نے اسے بدعت قرار دیا ہے۔

- غلطیوں میں سے مقتدی کا فرض نماز میں قرآن کی تلاوت اور اذکار کے ذریعہ ایسی آواز بلند کرنا ہے جس سے وہ بغل کے نمازیوں میں تشویش پیدا کریں، جبکہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:" إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ فِي الصَّلاةِ، فَإِنَّمَا يُنَاجِي رَبَّهُ فَلا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ بِالْقُرْآنِ فتُؤذوا المؤمنين" یعنی "تم میں سے کوئی جب نماز میں ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے، تو تم قرآن کے ذریعہ اپنی آواز بلند نہ کرو جس سے مؤمنوں کو تکلیف پہنچاؤ"۔ (البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)۔

- غلطیوں میں سے بعض مقتدیوں کا امام کے ساتھ آمین نہیں کہنا ہے، جبکہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:"إذا أَمَّنَ الإمامُ فأَمِّنوا، فإنه من وافقَ تأمينُه تأمينَ الملائكةِ، غُفِرَ له ما تقدَّمَ من ذنبِه" یعنی "جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، اس لیے کہ جس کی آمین فرشتے کی آمین سے مل گئی، اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے"۔ابن شہاب نے کہا ہے: اور اللہ کے رسول ﷺ کہا کرتے تھے:"آمین" (بخاری)۔

اللہ تعالی ہمیں دین کی بہتر سمجھ اور سید المرسلین ﷺ کی سنت کی اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں بھی ان شاء اللہ اسی موضوع پر اپنی گفتگو جاری رکھیں گے۔

نمازیوں کی غلطیاں (۳)

ہماری گفتگو بعض نمازیوں کی غلطیوں کے سلسلے میں چل رہی ہے۔ ہم اسی سلسلے کو جاری رکھتے ہیں:

- نمازیوں کی غلطیوں میں سے ایک یہ ہے کہ جب وہ مسجد میں پہنچے اور اس وقت امام سجدہ میں ہو یا قعدہ میں ہو تو وہ امام کا اس وقت تک انتظار کرے جب تک کہ وہ کھڑا نہ ہو جائے، حالانکہ مشروع یہ ہے کہ امام جس رکن میں بھی ہو، مقتدی اسی حالت میں نماز میں شامل ہو جائے، اس لیے کہ اللہ کے نبی ﷺ کے قول کا عموم اسی بات پر دلالت کرتا ہے: ارشاد نبوی ہے:" فَمَا أَدْرَكْتُمْ، فَصَلُّوا، وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا" یعنی "جتنی نماز تم پالو اسے ادا کرو، اور جو تم سے فوت ہو جائے اسے مکمل کرو" (بخاری)۔

- نماز کو باطل کرنے والی غلطیوں میں سے سات اعضاء پر سجدہ نہیں کرنا ہے، جبکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:"أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ: عَلَى الْجَبْهَةِ - وَأَشَارَ بِيَدِهِ عَلَى أَنْفِهِ، وَالْيَدَيْنِ، وَالرُّكْبَتَيْنِ، وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ" یعنی "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں، پیشانی پر اور اپنے ہاتھ سے اپنی ناک کی طرف اشارہ کیا، دونوں ہاتھوں پر، دونوں گھٹنوں پر، اور قدموں کی انگلیوں پر" (متفق علیہ)۔ تو ان میں سے بعض لوگ جب سجدہ کرتے

ہیں تو اپنے دونوں قدموں کو زمین سے تھوڑا سا اٹھا لیتے ہیں، یا ان دونوں میں سے ایک کو دوسرے پر رکھ لیتے ہیں، ان میں سے بعض اپنی ناک یا پیشانی کو زمین پر نہیں ٹکاتے ہیں، حالانکہ یہ چیز نماز کو باطل کرنے والی ہے۔

- غلطیوں میں سے ایک سجدہ میں اپنی دونوں کہنیوں کو زمین سے ملا دینا ہے، حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے" :اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ وَلَا يَبْسُطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ" یعنی "سجدہ میں اعتدال اختیار کرو، اور تم میں سے کوئی اپنی دونوں کہنیوں کو زمین پر نہ پھیلائے جیسا کہ کتا پھیلاتا ہے "(متفق علیہ)۔اعتدال سے مقصود بچھانے، موڑنے اور کمان کی طرح پھیلانے کے مابین توسط ہے،اور سجدہ میں مسنون یہ ہے کہ اپنی دونوں کہنیوں کو اٹھائے، اپنے دونوں بازوؤں کو اپنے دونوں پہلوؤں سے الگ رکھے، اپنے پیٹ کو اپنی دونوں رانوں سے الگ رکھے، اور اپنی دونوں رانوں کو اپنی دونوں پنڈلیوں سے الگ رکھے، ایسا اپنی استطاعت بھر بلا مبالغہ کرے،اس طور پر کہ اس میں دوسروں کے لیے تکلیف نہ ہو۔
- غلطیوں میں سے نماز کے افعال میں امام کی پیروی نہ کرنا ہے، بایں طور کہ امام سے سبقت کر جائے یا اس کے ساتھ کرنے لگے یا اس کی پیروی میں تاخیر کرے، جبکہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:" إِنَّمَا جُعِلَ الإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا، وإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا" یعنی "امام کو اس لیے بنایا گیا ہے تاکہ اس کی پیروی کی جائے، جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو، جب سجدہ

کرے تو تم بھی سجدہ کرو، جب اٹھے تو تم بھی اٹھو" (متفق علیہ)۔ اور آپ علیہ السلام نے کہا: "أَمَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ أَوْ لَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ اللهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ أَوْ يَجْعَلَ اللهُ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ" یعنی "کیا تم اس بات سے نہیں ڈرتے ہو کہ اگر تم میں کا کوئی اپنا سر امام سے پہلے اٹھائے گا تو اللہ تعالی اس کے سر کو گدھے کا سر بنادے گا یا اس کی شکل کو گدھے کی شکل کا بنادے گا" (بخاری)۔

اللہ تعالی ہمیں علم نافع کی راہوں پر چلنے والا بنادے، اس کی روشنی سے روشنی حاصل کرنے والا بنائے۔ ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں ہم ان شاء اللہ اسی موضوع پر گفتگو کریں گے۔

نمازیوں کی غلطیاں (۴)

نمازیوں سے سرزد ہونے والی بعض غلطیوں کے سلسلے میں ہم اپنی بات جاری رکھ رہے ہیں، تاکہ ہمارے لیے تذکیر اور غیروں کے لیے تنبیہ ہو:

- نماز کو باطل کر دینے والی غلطیوں میں سے نماز میں طمانیت کو اختیار نہ کرنا ہے، جبکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ "اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے، تو ایک شخص داخل ہوا اور اس نے نماز پڑھی، پھر آپ کو سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: لوٹ جاؤ اور نماز پڑھو اس لیے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی تو وہ شخص لوٹ گیا اور جیسے پہلے نماز پڑھی تھی ویسے ہی اسے دہرایا، پھر آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پھر کہا: لوٹ جاؤ اور نماز پڑھو اس لیے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی، یہاں تک کہ اس نے ایسا تین مرتبہ کیا، پھر اس شخص نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس سے اچھا نہیں پڑھ سکتا، آپ مجھے سکھا دیجیے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: " إذا قمتَ إلى الصلاةِ فكَبِّرْ، ثم اقرأْ ما تيسَّرَ معكَ من القرآنِ، ثم ارْكَعْ حتى تطمئِنَّ راكعًا، ثم ارفعْ حتى تعتدلَ قائمًا، ثم اسجُدْ حتى تطمئِنَّ ساجدًا، ثم ارفعْ حتى تطمئِنَّ جالسًا، وافعلْ ذلكَ في صلاتِكَ كُلِّهَا" یعنی "جب نماز کے لیے کھڑے ہو تو تکبیر کہو، پھر جو تمہیں قرآن میں سے یاد ہو اسے پڑھو، پھر رکوع میں جاؤ اور اطمینان سے رکوع کرو، پھر کھڑے ہو یہاں تک کہ سیدھے

کھڑے ہو جاؤ، پھر سجدہ کرو اور اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو، پھر سجدہ سے اٹھو یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ، اور ایسا اپنی پوری نماز میں کرو" (بخاری)۔ ہر فعلی رکن جیسے رکوع، سجود، قیام اور جلوس میں اعضاء کے استقرار و سکون سے طمانینت حاصل ہوتی ہے۔

- نماز کو باطل کر دینے والی غلطیوں میں سے یہ ہے کہ نماز کے اذکار کو زبان سے ادا نہ کیا جائے اور نہ ہی زبان کو حرکت دی جائے، جیسے کوئی سورہ فاتحہ یا اس کے علاوہ اذکار جیسے تسبیح اور تکبیر پڑھے، تو انہیں زبان سے ادا کیے بغیر دل ہی دل میں پڑھے، تو یہ ایسی غلطی ہے جو نماز کو باطل کر دینے والی ہے، واجب یہ ہے کہ اس کو لفظ کے ذریعہ ادا کرے اور اس کو ادا کرنے کے لیے زبان کو حرکت دے، جو شخص زبان کو حرکت نہیں دیتا ہے تو اس کا ایسا کرنا تفکر ہے قراءت نہیں۔
- غلطیوں میں سے ایک یہ ہے کہ دونوں سلاموں کے درمیان سر کو اوپر اٹھائے اور نیچے کرے، کیونکہ ایسا کرنا سنت میں وارد نہیں ہے اور نہ ہی اہل علم میں سے کسی سے منقول ہے۔
- نمازیوں کی غلطیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سلام کے بعد فوراً بغل میں بیٹھے ہوئے نمازی سے مصافحہ کرنے پر مداومت برتنی اور "تقبل الله "یا"حرما" کہنا ہے۔ ایسا کرنا مشروع نہیں ہے اور یہ دین میں نئی ایجاد میں سے ہے۔

- غلطیوں میں سے ایک یہ ہے کہ جو جماعت سے پیچھے رہ گیا ہے وہ فوت شدہ حصہ کو پورا کرنے کے لیے امام کے دوسرے سلام سے قبل کھڑا ہو جائے۔
- غلطیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مسجد میں دوسری جماعت شروع کر دی جائے، حالانکہ ابھی امام نماز کی حالت میں ہی ہو، اہل علم نے اس سے منع کیا ہے، کیونکہ اس سے مسلمانوں کے مابین تفریق اور تشویش کا سبب ہے۔

اللہ تعالی ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو باتیں غور سے سنتے ہیں اور اچھی باتوں پر عمل کرتے ہیں۔ ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں اسی موضوع پر اپنی بات جاری رکھیں گے، ان شاءاللہ۔

نمازیوں کی غلطیاں(۵)

ہماری گفتگو بعض نمازیوں کی غلطیوں سے متعلق چل رہی تھی۔ ہم اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے کہتے ہیں:

- انہیں غلطیوں میں سے مختصر لباس میں نماز ادا کرنا ہے۔ ایسا لباس جس کے پہننے کے باوجود بھی ستر کا ایک حصہ کھل جائے، جیسے ران، یا پشت کا نچلا حصہ، حالانکہ یہ نماز کو باطل کر دینی والی چیز ہے۔(مرد کا ستر ناف سے لیکر گھٹنے تک ہے، جبکہ عورت کا ستر اس کا پورا جسم ہے سوائے چہرہ اور دونوں ہتھیلیوں کے، اور زیادہ مناسب یہ ہے کہ وہ اپنی دونوں ہتھیلیوں کو بھی ڈھانک کر رکھے، اور اگر وہ غیر محرم مردوں کے پاس ہو تو پورے جسم کا پردہ کرے)۔
- غلطیوں میں سے بعض مریضوں کا استطاعت کے باوجود نماز کی ادائیگی میں سستی کرنا ہے۔ چنانچہ بعض استطاعت رکھتے ہیں کہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھیں، لیکن وہ رکوع تک قیام کو مکمل کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے ہیں، تو ان پر واجب ہے کہ استطاعت بھر کھڑے رہیں اور جب تھک جائیں تو بیٹھ جائیں، اسی طرح جو سجدے کی استطاعت رکھتے ہیں لیکن وہ رکوع کی استطاعت نہیں رکھتے ہیں، تو ان پر واجب ہے کہ مشروع طریقہ پر سجدہ کریں، جہاں تک رکوع کی بات ہے تو بیٹھ کر رکوع کریں یا استطاعت کے بقدر، جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: " صَلِّ قائمًا، فإن لم

تستَطِع فقاعدًا، فإن لم تستَطِعْ فعلى جَنبٍ" یعنی "کھڑے ہو کر نماز پڑھو،اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو بیٹھ کر،اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو پہلو کے بل" (بخاری)۔ اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:" وَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ" یعنی "میں نے جو تمہیں حکم دیا ہے اسے اپنی استطاعت بھر انجام دو" (متفق علیہ)۔

▪ غلطیوں میں سے امامت کے لیے کسی چھوٹے یا لوگوں کی نگاہ میں کسی معمولی شخص کو عمدہ قرات اور حفظ قرآن میں فائق ہونے کے باوجود امامت کے لیے آگے نہ بڑھایا جائے، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:" يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ، فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ سِلْمًا وفي رواية فَأَكْبَرُهُمْ سِنًّا" یعنی"قوم کی امامت وہ کریں جسے قرآن زیادہ یاد ہو،اگر وہ حفظ قرآن میں برابر ہوں تو جوان میں سنت کے زیادہ عالم ہوں،اگر وہ سنت میں بھی برابر ہوں تو جو ان میں ہجرت میں پہل کرنے والے ہوں، اگر وہ ہجرت میں بھی برابر ہوں تو جو ان میں اسلام کے اعتبار سے پہلے ہوں"اور ایک روایت میں ہے کہ جو عمر کے اعتبار سے بڑے ہوں" (مسلم)۔

▪ غلطیوں میں سے ایک اذان کے بعد بغیر عذر کے مسجد سے نکلنا ہے، جیسا کہ مسلم نے اپنی صحیح میں ابی الشعثاء سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں: "ہم لوگ ابو ہریرہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، اسی بیچ اذان دینے والے نے اذان دیا، تو ایک شخص

مسجد سے کھڑا ہوا اور چلنے لگا، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اسے غور سے دیکھنے لگے یہاں تک کہ وہ مسجد سے نکل گیا، تو ابوہریرہ نے کہا: جہاں تک اس آدمی کی بات ہے تو اس نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی۔ اس سے وہ مستثنی ہے جو وضو کرنے کے لیے باہر جائے، یا اقامت نماز میں وسعت ہونے کی صورت میں لوٹنے کی نیت سے نکلے، جیسا کہ وہ شخص جو اس لیے نکلے کہ اپنے اہل وعیال کو جگائے پھر لوٹ آئے، اسی طرح وہ شخص جو کسی اور مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے نکلے جب اسے اس بات کا علم ہو کہ وہ وہاں جماعت پالے گا۔

اللہ تعالی ہمیں ہمارے علم اور دین کی سمجھ میں اضافہ فرمائے۔ ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں سجدۂ سہو اور نماز میں سہو سے متعلق بعض مسائل کے سلسلے میں گفتگو کریں گے۔ ان شاءاللہ۔

سجدۂ سہو کے احکام (۱)

آج کے درس میں ہماری گفتگو سجدۂ سہو اور نماز میں بھول چوک کے مسائل سے متعلق ہے: سجدۂ سہوان دو سجدوں کو کہتے ہیں جنہیں نمازی سہو ونسیان کے سبب نماز میں حاصل ہونے والی کمی کی بھرپائی کے لیے کرتا ہے۔ سجدۂ سہو کے تین اسباب ہیں: نماز میں زیادتی یا کمی یا شک۔

پہلا سبب: نماز میں زیادتی

- جب نمازی سے نماز میں سہو ہو جائے، چنانچہ وہ سہو ونسیان کے سبب قیام یا رکوع زیادہ کرلے یاان دونوں جیسے نماز کے افعال زیادہ کرلے، اور اسے اس کی اس وقت تک یاد نہ آئے جب تک کہ وہ اس سے فارغ نہ ہو جائے، تو اس پر سجدۂ سہو کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے ظہر کی نماز مثلا پانچ رکعت ادا کی، اور اسے زیادتی کی یاد صرف اس وقت آئی جب وہ تشہد میں تھا، تو وہ اپنی نماز مکمل کر کے سلام پھیرے گا، پھر سجدۂ سہو کرے گا اور سلام پھیرے گا، اور اگر اس نے سلام پھیرنے سے قبل ہی سجدۂ سہو کر لیا تو کوئی حرج نہیں ہے[28]۔

[28] - سجدہ سہو کی جگہ کے بارے میں گنجائش کافی ہے, تونمازي ہراس حالت میں جس میں سجدہ سہو واجب ہے, نماز سے قبل یا بعد سجدہ سہو کر لے تو صحیح ہوگا۔

- لیکن اگر اسے زیادتی کا علم اس کے کرنے کے دوران ہی ہو جائے تو اس پر اس سے فوراً رجوع کرنا واجب ہے، اور وہ اپنی نماز مکمل کرے گا اور سلام کے بعد سجدۂ سہو کرے گا اور اگر سلام سے قبل ہی سجدۂ سہو کر لیا تو کوئی حرج نہیں ہے۔

اس کی دلیل: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے وہ بیان کرتے ہیں: ((أن النبي ﷺ، صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيلَ لَهُ أَزِيدَ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: «وَمَا ذَاكَ»؟ قَالَ: صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ، **وفي رواية:** فَثَنَى رِجْلَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ))"اللہ کے نبی ﷺ نے ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑھی تو ان سے کہا گیا کہ کیا نماز میں اضافہ کر دیا گیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے پوچھا اور وہ کیا ہے؟ تو صحابی نے کہا: آپ نے پانچ رکعت نماز پڑھی ہے، تو آپ ﷺ نے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدہ کیا، اور ایک روایت میں ہے: تو آپ ﷺ نے اپنے دونوں پاؤں موڑ لیے اور قبلہ رخ ہوئے اور دو سجدے کئے، پھر سلام پھیرا (متفق علیہ)۔

- اگر نمازی بھول کر نماز مکمل کرنے سے قبل ہی سلام پھیر لے، اور اگر اسے طویل وقفہ کے بعد یاد آئے کہ اس نے نماز میں کچھ چھوڑ دیا ہے یا تب یاد آئے جب اس کا وضو ٹوٹ گیا ہو، تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی اور اسے نماز کا اعادہ کرنا ہوگا، لیکن اگر اسے مختصر وقفہ کے بعد ہی یاد آجائے کہ اس سے کچھ چھوٹ گیا ہے، تو اس پر ضروری ہے کہ وہ نماز کے چھوٹے ہوئے حصہ کو مکمل کرے اور سلام کے بعد سجدۂ سہو کرے، اگر سلام سے قبل سجدۂ سہو کر لے تب بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

اس کی دلیل: عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے وہ بیان کرتے ہیں: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلَهُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْخِرْبَاقُ وَكَانَ فِي يَدَيْهِ طُولٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ الله فَذَكَرَ لَهُ صَنِيعَهُ وَخَرَجَ غَضْبَانَ يَجُرُّ رِدَاءَهُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى النَّاسِ فَقَالَ: أَصَدَقَ هَذَا قَالُوا: نَعَمْ فَصَلَّى رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ))"اللہ کے رسول ﷺ نے عصر کی نماز ادا کی اور تین ہی رکعت میں سلام پھیر دیا، پھر اپنے گھر میں داخل ہوئے، تو ایک شخص ان کے پاس آیا جس کا نام خرباق تھا، اس کے ہاتھ لمبے تھے، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! پھر اس نے پوچھا کہ آپ نے صرف تین رکعتیں کیوں ادا کیں؟ تو آپ ﷺ غصہ میں اپنی چادر کو گھسیٹتے ہوئے باہر نکلے یہاں تک کہ لوگوں کے پاس پہنچے، پھر آپ نے پوچھا: کیا اس شخص نے سچ کہا ہے؟ تو صحابۂ کرام نے کہا: ہاں، پھر آپ نے ایک رکعت نماز پڑھی اور سلام پھیرنے کے بعد دو سجدہ کیا اور پھر سلام پھیرا (مسلم)۔

ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں ہم سجدۂ سہو کے اسباب میں سے دوسرے سبب کو بیان کریں گے اور وہ شک ہے۔

سجدۂ سہو کے احکام (۲)

ہم اپنی بات سجدۂ سہو کے احکام کے سلسلے میں جاری رکھیں گے اور آج کے درس میں ہماری گفتگو سجدۂ سہو کے دوسرے سبب سے متعلق ہے اور وہ دو چیزوں کے مابین شک وتردد ہے۔

- اگر نمازی شک وتردد میں پڑ جائے اور اس کے ظن پر دو میں سے ایک چیز غالب آجائے، تو وہ ظنِ غالب پر اعتماد کرے گا، اور سلام پھیرنے کے بعد سجدۂ سہو کرے گا، اگر سلام پھیرنے سے قبل بھی سجدۂ سہو کرلے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

جیسا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ يُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ" یعنی "جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو تو وہ نماز (کی رکعتوں کی تعداد کی درست صورت کو) تلاش کرے اور اسی کے مطابق نماز پوری کرے پھر سلام پھیرے اور دو سجدہ کرے" (متفق علیہ)۔

- اگر نماز میں جس چیز کے متعلق شک میں پڑا ہے اور اس کے سلسلے میں دونوں میں سے کوئی ایک ظن اس کے نزدیک غالب نہ ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ یقین پر عمل کرے اور وہ کم سے کم تر ہے، وہ اس کے مطابق اپنی نماز پوری کرے اور سلام سے قبل سجدۂ سہو کرے۔

اس کی دلیل ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:" إذا شَكَّ أحدُكُم في صلاتِهِ فلم يَدرِكَم صلَّى؟ ثلاثًا أمْ أربعًا؟ فليطرَحِ الشَّكَّ وليبنِ على ما استيقنَ. ثمَّ يسجُدُ سجدتينِ قبلَ أن يسلِّمَ. فإن كانَ صلَّى خَمسًا، شفَعنَ لَه صلاتَه. وإن كانَ صلَّى إتمامًا لأربعٍ، كانتَا تَرغيمًا للشَّيطانِ" يعنی "جب تم میں کا کوئی شخص اپنی نماز میں شک میں پڑے اور اسے پتہ نہ ہو کہ کتنی رکعت پڑھی ہے؟ تین یا چار؟ تو وہ شک کو چھوڑ دے اور یقین پر بناء کرے، پھر سلام پھیرنے سے قبل دو سجدہ کرے، اگر پانچ رکعت پڑھی ہو گی تو وہ دونوں سجدے اس کی نماز کو جوڑا بنادیں گے (چھ رکعت ہو جائیں گے) اور اگر پوری چار پڑھی ہیں تو وہ دونوں سجدے شیطان کی ذلت ورسوائی کا سبب بنیں گے"۔(اسے البانیؒ نے صحیح قرار دیا ہے)۔

- عبادتوں میں شک پیدا ہو جائے تو درج ذیل دو صورتوں میں اس کی طرف متوجہ نہیں ہوا جائے گا:

۱. اگر عبادت سے فارغ ہونے کے بعد اسے کمی یا بیشی کا شک پیدا ہو تو اس کی طرف متوجہ نہیں ہو گا، مگر اس صورت میں جب کہ اسے اس کا یقین ہو جائے۔ اگر یقین ہو جائے تو یقین کے تقاضے کے مطابق عمل کرے گا۔

۲. اگر کسی شخص کو نماز میں بہت شک پیدا ہوتا ہو، اس طور پر کہ جب بھی وہ عبادت کرتا ہو تو اسے شک پیدا ہو جاتا ہو، تو وہ ایسی صورت میں اس کی طرف متوجہ نہیں ہو گا۔

اللہ تعالی ہمیں زیادہ سے زیادہ علم وہدایت اور توفیق عطا فرمائے۔ ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ ہم اگلے درس میں ان شاءاللہ سجدۂ سہو کے اسباب میں سے تیسرے سبب کے سلسلے میں بات کریں گے اور وہ نماز میں نقص ہے۔

سجدۂ سہو کے احکام (۳)

سجدۂ سہو کے احکام کے سلسلے میں ہماری گفتگو مکمل ہونے جارہی ہے۔ آج کے درس میں سجدۂ سہو کے اسباب میں سے تیسرے سبب: "نماز میں نقص" پر بات کرکے اسے مکمل کریں گے، إن شاءاللہ۔

نماز کے ارکان وواجبات میں نقص کے اعتبار سے اس کا حکم مختلف ہوتا ہے:

پہلا: اگر نماز میں چھوٹنے والی چیز رکن ہے جیسے رکوع یا سجدہ یا سورہ فاتحہ وغیرہ، تو ایسی صورت میں:

- اگر وہ رکن اگلی رکعت میں اس جگہ تک پہنچنے سے قبل یاد آجائے تو بھولنے والا لوٹ کر پہلے اسے مکمل کرے گا اور پھر اپنی نماز پوری کرے گا اور سجدۂ سہو کرے گا۔

اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی رکوع بھول گیا، پھر اسے اسی رکعت کے سجدہ میں یاد آیا یا دوسری رکعت کی قرأت میں یاد آیا، تو وہ سجدہ یا قرأت کو چھوڑ دے گا، اور وہ پہلے اپنا چھوٹا ہوا رکوع کرے گا، پھر اپنی نماز مکمل کرے گا اور سلام کے بعد سجدۂ سہو کرے گا۔ اگر سلام سے قبل سجدۂ سہو کرلے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

اگر وہ اگلی رکعت میں اس جگہ تک پہنچنے کے بعد یاد آتا ہے، تو وہ ناقص رکعت کو شمار نہیں کرے گا بلکہ حالیہ رکعت کو اس کی جگہ پر رکھے گا، پھر اپنی نماز پوری کرے گا، سلام کے بعد سجدۂ سہو کرے گا، اگر سلام سے قبل بھی سجدۂ سہو کرلے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

اس کی مثال: اگر پہلی رکعت کے رکوع کو بھول جائے، پھر دوسری رکعت کے رکوع کے وقت وہ کمی یاد آئے، تو پہلی رکعت ملغی قرار دی جائے گی، اور اس شخص کے لیے دوسری رکعت ہی پہلی رکعت شمار کی جائے گی۔

اگر وہ رکن سلام پھیرنے کے بعد یاد آئے اور سلام پھیرنے اور یاد آنے کے مابین لمبا وقفہ نہیں گذرا ہے تو الگ سے ایک رکعت پڑھے گا اور اگر لمبا وقفہ گذر گیا ہو یا وضوء ٹوٹ گیا ہو تو ایسی صورت میں نماز کا اعادہ کرے گا۔

- جس رکن کو وہ بھول گیا ہے اگر وہ تکبیر تحریمہ ہے، تو اس کی نماز نہیں ہو گی اور اسے نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا۔

- دوسرا: اگر نماز میں جو چیز چھوٹی ہے وہ واجب ہے (جیسے ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہونے کی تکبیر یا تشہد اول یا رکوع میں "سبحان ربی العظیم" کا کہنا وغیرہ) تو ایسی صورت میں:

- اگر اسے اس کی یاد اس کی جگہ سے جدا ہونے سے قبل آئے، تو اس کے لیے اسے پورا کرنا واجب ہے، اور اس پر کچھ بھی نہیں ہے، اور ایسی صورت میں سجدۂ سہو نہیں ہے۔

- لیکن اگر اسے وہ چیز اس کی جگہ سے الگ ہونے کے بعد یاد آئے، اور اس کے بعد والے رکن تک پہنچنے سے قبل یاد آئے، تو وہ لوٹ جائے گا اور اس چھوٹے ہوئے

حصے کو پورا کرے گا۔اس طرح وہ اپنی نماز پوری کرے گا۔ پھر وہ سلام کے بعد سجدہ کرے گا۔اگر سلام پھیرنے کے پہلے بھی سجدہ کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

- اگر اس کے بعد والے رکن تک پہنچنے کے بعد چھوٹی ہوئی چیز یاد آتی ہے، تو وہ اس کی طرف نہیں لوٹے گا، بلکہ اپنی نماز پوری کرے گا، اور سلام سے قبل سجدۂ سہو کرے گا[29]۔

اس کی دلیل وہ حدیث ہے جسے بخاری ومسلم نے عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِهِمُ الظُّهْرَ فَقَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ لَمْ يَجْلِسْ، فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ، حَتَّى إِذَا قَضَى الصَّلاَةَ وَانْتَظَرَ النَّاسُ تَسْلِيمَهُ كَبَّرَ وَهْوَ جَالِسٌ، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ، ثُمَّ سَلَّمَ)) "اللہ کے نبی ﷺ نے انہیں ظہر کی نماز پڑھائی۔ پھر پہلی دو رکعتوں کے بعد بیٹھے بغیر کھڑے ہو گئے، تو لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے، یہاں تک کہ جب نماز ختم ہو گئی اور لوگ آپ کے سلام پھیرنے کے منتظر تھے، تو آپ نے بیٹھی ہوئی حالت میں ہی تکبیر کہی اور سلام پھیرنے سے قبل دو سجدے کیے، پھر سلام کیا۔

29 - سجدۂ سہو کی جگہ کے سلسلے میں معاملہ وسیع ہے، تو ان تمام حالتوں میں جن میں سجدہ سہو کرنا واجب ہے ان میں سلام سے پہلے اور سلام کے بعد دونوں جگہوں میں سے جہاں چاہے سجدہ سہو کرے۔

اللہ تعالی ہمیں اپنی رضامندی کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں ہم عذروالوں کی نماز سے متعلق مسائل کے سلسلے میں باتیں کریں گے۔ انشاءاللہ۔

عذر والوں کی نماز کے احکام

آج کے درس میں ہم ان مسائل پر گفتگو کریں گے جو عذر والوں کی نماز سے متعلق ہیں، اور وہ ہیں: مریض، مسافر اور ڈرا ہوا:

- مریض: اگر مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے سے مریض کو مشقت یا ضرر لاحق ہو رہا ہو، یا جماعت میں حاضر ہونے کی صورت میں مرض کے لاحق ہونے یا مرض میں اضافہ یا شفایابی میں تاخیر کا خطرہ ہو، تو ایسے شخص کے لیے گھر میں اسے ادا کرنا جائز ہو گا۔

- وہ اسے اپنی استطاعت کے مطابق ادا کرے گا، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: "فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ" (التغابن: ١٦) یعنی "جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو" اور جیسا کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے بواسیر تھا، تو میں نے نماز کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ سے پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: " صَلِّ قائمًا، فإن لم تستَطِع فقاعدًا، فإن لم تستَطِعْ فعلى جَنبٍ" یعنی " کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھو، اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو پہلو کے بل پڑھو"۔ (اسے بخاری نے روایت کیا ہے)۔

- اگر انسان کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی استطاعت رکھتا ہو لیکن قیام مکمل کر کے رکوع میں جانے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اس کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ

استطاعت بھر کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور جب تھک جائے تو بیٹھ جائے، اسی طرح جو شخص سجدہ کرنے کی استطاعت رکھتا ہو لیکن رکوع کی استطاعت نہیں رکھتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ مشروع طریقے سے سجدہ کرے، جہاں تک رکوع کا معاملہ ہے تو وہ بیٹھ کر رکوع کرے یا اپنی استطاعت بھر رکوع کرے، جیسا کہ سابقہ حدیث میں گذرا اور جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے" وَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ" یعنی "اور جس چیز کا میں تمہیں حکم دوں تو حسب استطاعت انہیں انجام دو" (متفق علیہ)۔

- اگر عذر والے شخص کے لیے، ہر نماز کو اس کے وقت میں ادا کرنا مشکل ہو، تو اس کے لیے ظہر کو عصر کے ساتھ اور مغرب کو عشاء کے ساتھ جمع کرنا جائز ہو گا، جن دو نمازوں کو جمع کر رہا ہو، ان دونوں میں سے کسی ایک کے وقت میں جمع کیا جائے گا۔
- جہاں تک مسافر[30] کی بات ہے:
- تو وہ چار رکعت والی نمازوں (ظہر، عصر اور عشاء) کو قصر کرے گا اور انہیں دو دو رکعت ادا کرے گا جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے وہ کہتی ہیں: "فُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ، وَزِيدَ فِي صَلَاةِ الْحَضَرِ" یعنی "نماز حضر و سفر میں دو دو رکعت فرض کی گئی، تو سفر کی نماز اتنی ہی رکھی گئی اور حضر کی نماز میں اضافہ کیا گیا" (متفق علیہ)۔

---

30 ۔ سفر میں نماز پڑھنے کے لیے شرط ہے کہ اپنے شہر کی آبادی کو چھوڑ چکا ہو۔

▪ مسافر کے لیے جمع بین الصلاتین (ظہر وعصر اور اسی طرح مغرب وعشاء کے مابین جمع کیا جائے گا اور جن دو نمازوں کو جمع کریں گے ان میں سے کسی ایک کے وقت میں جمع کریں گے) کرنا جائز ہے۔ سعید بن جبیر، عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں: ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلَاةِ فِي سَفْرَةٍ سَافَرَهَا فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَجَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ قَالَ سَعِيدٌ: فَقُلْتُ: لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا حَمَلَهُ عَلَى ذَلِكَ؟ قَالَ: أَرَادَ أَنْ لَا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ))"اللہ کے رسول ﷺ نے غزوۂ تبوک کے سفر میں نماز کو جمع کر کے پڑھی تھی، تو آپ ﷺ نے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کے مابین جمع کیا، سعید کہتے ہیں: میں نے ابن عباس سے کہا: آپ نے ایسا کیوں کیا؟ تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے چاہا کہ اپنی امت کو پریشانی میں نہ ڈالیں" (مسلم) یعنی اس کی وجہ سے امت پریشانی ومشقت میں نہ پڑے۔

▪ جہاں تک ان لوگوں کی بات ہے جو خوف کی حالت میں ہوتے ہیں جیسے مجاہدین فی سبیل اللہ، جب وہ میدان کارزار میں ہوں اور ان پر کفار کے حملہ آور ہونے کا خدشہ ہو:

▪ تو ان کے لیے جائز ہے کہ وہ اس طریقہ سے صلاۃ خوف ادا کریں جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اسے ادا کیا ہے، اگر خوف شدید ہو جائے تو وہ پیادہ اور سواری پر نماز پڑھیں گے، یعنی اپنے قدموں پر چلتے ہوئے اور اپنے چوپایوں پر سوار ہو کر، خواہ قبلہ رو ہوں یا نہ ہوں۔ وہ اشارہ سے رکوع وسجود کریں گے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

"فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا" (البقرۃ:۲۳۹) "اگر تمھیں خوف ہو تو پیدل ہی سہی یا سوار ہی سہی"۔

- اسی طرح ہر وہ شخص جو اپنے نفس پر خائف ہو، وہ اپنی حالت کے مطابق نماز پڑھے گا، اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے جس کی اسے ضرورت ہے جیسے بھاگنا یا اس کے علاوہ کچھ اور، مگر کسی حق سے روگردانی کی صورت میں بھاگنے والا جیسے چور اور اس جیسا، تو اس کے لیے صلاۃ الخوف پڑھنا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ وہ تو رخصت ہے اور رخصت معصیت کے ذریعہ حاصل نہیں کی جاسکتی۔

ہم اللہ تعالی سے دین میں فقہ اور سمجھ کی دعا کرتے ہیں۔ ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں نمازِ جمعہ کے احکام کے سلسلے میں گفتگو کریں گے انشاءاللہ۔

جمعہ کے دن کے احکام وآداب

آج کے درس میں ہماری گفتگو جمعہ کی نماز کے آداب واحکام کے سلسلے میں ہے:

- جمعہ کی نماز اسلام کے عظیم شعائر میں سے ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ" (جمعہ:9) "اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جمعہ کے دن نماز کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے حق میں بہت ہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو" جو بغیر عذر شرعی کے اس سے پیچھے رہ جاتے ہیں اللہ کے نبی ﷺ نے ان لوگوں کے سلسلے میں دل پر مہر لگنے کی دھمکی ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "لَيَنتهِينَّ أقوامٌ عن وَدْعِهم الجُمُعاتِ، أو لَيختمنَّ اللهُ على قلوبِهم، ثم لَيكونُنَّ مِنَ الغافلِينَ"یعنی"کچھ لوگ اپنے جمعہ کی نماز چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالی ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا، پھر وہ لوگ غافلین میں سے ہو جائیں گے" (مسلم)۔
- یہ آزاد، مکلف اور مقیم مردوں پر واجب ہے جن کے پاس کوئی عذر نہیں ہے۔
- جو شخص جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لیے آئے اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ غسل کرے، خوشبو لگائے، عمدہ لباس زیب تن کرے، اس کے لیے جلدی کرے،

جب مسجد میں داخل ہو تو دو رکعت نماز ادا کرے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: " لا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ، وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبِ بَيْتِهِ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَلا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ يُصَلِّي مَا كُتِبَ لَهُ، ثُمَّ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الإِمَامُ إِلا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الأُخْرَى" یعنی "کوئی شخص نہیں ہے جو جمعہ کے دن غسل کرے، حسب استطاعت پاکی حاصل کرے، جو تیل اس کے پاس موجود ہے اسے لگائے یا جو خوشبو اس کے گھر میں موجود ہے اسے استعمال کرے، پھر مسجد کے لیے نکلے، اور مسجد میں دو لوگوں کے بیچ سے نہ پھلانگے، پھر جو نماز اس کے لیے مقدر کی گئی ہے اسے ادا کرے، پھر جب امام خطبہ دے تو اسے خاموشی سے سنے، مگر ایسے شخص کے اس جمعہ اور اس کے بعد والے جمعہ تک کے مابین گناہ بخش دیے جاتے ہیں" (بخاری)۔

- جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن نبی کریم ﷺ پر کثرت سے درود پڑھنا مستحب ہے، جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: " إنَّ مِن أفضلِ أيَّامِكم يومَ الجُمعةِ فيه خلَقَ اللهُ آدَمَ وفيه قُبِضَ وفيه النَّفخةُ وفيه الصَّعقةُ فأكثِروا علَيَّ مِن الصَّلاةِ فيه فإنَّ صلاتَكم معروضةٌ علَيَّ" یعنی "تمہارے دنوں میں سے سب سے افضل دن جمعہ کا دن ہے، اسی دن اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، اسی دن ان کی روح قبض کی گئی، اسی دن صور پھونکا جائے گا جس کی وجہ سے سب لوگ زندہ ہو جائیں گے اور اسی دن صور پھونکا جائے گا جس سے سب لوگ مر جائیں گے، اس لیے تم لوگ اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو، اس لیے کہ تمہارا

درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے"۔(اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح قرار دیا ہے)۔

- جو شخص جمعہ کے لیے حاضر ہو اس پر واجب ہے کہ وہ جمعہ کے خطبہ کو خاموشی کے ساتھ سنے، کسی اور چیز میں مشغول نہ ہو جیسے سجادہ یا موبائل فون وغیرہ سے کھیلنا، جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:" إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ أَنْصِتْ يَوْمَ الْجُمعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ" یعنی "جب تم نے اپنے ساتھی کو جمعہ کے دن اس وقت جب کہ امام خطبہ دے رہا ہو، یہ کہا:"خاموش ہو جاؤ"، تو تم نے لغو کام کیا" (متفق علیہ)۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: "وَمَنْ مَسَّ الحَصَا فَقَدْ لَغَا" یعنی"جس نے کنکریوں کو چھوا تو اس نے لغو کیا"۔(اسے مسلم نے روایت کیا ہے)۔
- جس نے امام کے ساتھ ایک رکعت جمعہ کی نماز پالی تو اس نے نمازِ جمعہ پالیا، جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:" مَن أَدْرَك ركعةً من الصَّلاة، فقد أدركَ الصَّلاة" یعنی "جس نے ایک رکعت نماز پالی تو اس نے نماز (باجماعت) کا ثواب پالیا"(متفق علیہ)۔ تو جس نے امام کے ساتھ ایک رکعت پالیا اس نے گویا جمعہ کو پالیا، ورنہ وہ ظہر کی نیت کر کے چار رکعت نماز پڑھے گا۔

اللہ تعالی ہمیں جمعہ کے دن کے فضائل کو غنیمت جاننے کی توفیق عطا فرمائے، ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں عیدین کی نماز کے احکام کے سلسلے میں باتیں کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

عیدین کی نماز کے احکام

اس درس میں ہماری گفتگو عیدین کی نماز کے مسائل سے متعلق ہو گی۔

- عیدین دین کے ظاہری شعائر میں سے ہے۔ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے اور انصار کو پایا کہ وہ سال کے دو دنوں میں کھیلتے اور خوشیاں مناتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:" قدْ أبْدَلكم اللهُ تعالى بهما خيرًا منهما؛ يومَ الفِطرِ والأضحى" یعنی "یقیناً اللہ تعالی نے ان دونوں کے بدلے ان دونوں سے بہتر عطا کیا ہے وہ یوم الفطر اور یوم الاضحی ہے"۔(اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور البانیؒ نے صحیح کہا ہے)۔
- عید کا نام عید اس لیے رکھا گیا ہے کہ وہ لوٹتی اور بار بار آتی ہے۔ اس کے لوٹنے سے نیک فال لیتے ہوئے اسے عید کہا گیا ہے۔ یہ معصیت کا ارتکاب کیے بغیر فرحت و شادمانی کے اظہار کرنے کے دن ہیں۔
- عید کی نماز بغیر اذان اور اقامت کے دو رکعت ہے۔ امام ان میں جہری قرأت کرے گا۔ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ چھ تکبیریں کہے گا، اور دوسری رکعت میں سجود سے قیام کی تکبیر کے علاوہ پانچ تکبیریں کہے گا۔ ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھائے گا۔ جب امام سلام پھیر لے گا تب لوگوں کے بیچ دو خطبے دے گا جیسے جمعہ میں دیتا ہے۔

- مسلمان کے لیے مستحب ہے کہ پاک وصاف ہو کر خوشبو لگائے، اپنا سب سے بہتر کپڑا زیب تن کرے، ایک راستے سے عیدگاہ جائے اور دوسرے راستے سے واپس آئے۔
- عیدالفطر کے دن نماز عید کے لیے نکلنے سے قبل طاق کھجوریں کھانا مستحب ہے اور عیدالاضحی کے دن نماز عید کے بعد اپنی قربانی کا گوشت کھانا مستحب ہے۔
- عورتوں کے لیے مسنون یہ ہے کہ وہ عید کی نماز کے لیے ظاہری زینت اور عطر کے استعمال کے بغیر جائیں۔ام عطیہ کی روایت ہے وہ کہتی ہیں" أَمَرَنَا تَعْنِي النَّبِي أَنْ نُخْرِجَ فِي الْعِيدَيْنِ: الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ، وَأَمَرَ الْحُيَّضَ أَنْ يَعْتَزِلْنَ مُصَلَّى الْمُسْلِمِينَ" یعنی "آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا،اور وہ نبی کریم ﷺ مراد لے رہی تھیں، کہ ہم نوخیز اور پردہ پوش خواتین کو عیدین کی نماز کے لیے لے کر آئیں،اور حائضہ عورتوں کو حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کی جائے نماز سے الگ رہیں (متفق علیہ)۔
- تکبیر کہنا مستحب ہے، تکبیر کا مستحب وقت عید کی رات غروب شمس سے لے کر نماز عید کے ختم ہونے تک ہے۔[24]
- عید میں جو چیزیں مشروع ہیں وہ یہ کہ اللہ تعالی کی عبادت اوراس کی ہدایت وتوفیق پر اس کا شکر ادا کرکے خوشی منائی جائے۔ اس میں مشروع ہے کہ لوگوں کے دلوں میں خوشی داخل کی جائے، صلہ رحمی کی جائے اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے۔"

- عیدین کے دونوں دنوں کا روزہ رکھنا حرام ہے۔ اسی طرح عید کے دن کو قبرستان کی زیارت کے لیے مخصوص کرنا ایجاد کردہ بدعت ہے۔

اللہ تعالی ہماری عیدوں کو ایسی خوشی بنائے جس میں اعمال قبول کیے جائیں، گناہ معاف کیے جائیں، درجات بلند کیے جائیں۔ ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں انشاءاللہ جنازے کے احکام کے سلسلے میں باتیں کریں گے۔

جنازے کے احکام(۱)

اس درس میں ہماری گفتگو جنازے کے احکام و مسائل سے متعلق ہے۔

اس موضوع کے مسائل کی تفصیل میں داخل ہونے سے قبل ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اس دن کی تیاری کریں جس دن ہماری زندگی ختم ہو جائے گی اور اس دن ہمارے لیے قیامت قائم ہو جائے گی ، اس دن کی تیاری اس طرح کریں کہ توبہ کرنے میں جلدی کریں، اگر آپ نے کسی کا حق مارا ہے یا کسی پر ظلم کیا ہے تو اس کا حق اس کے اہل کی طرف لوٹا دیں، معافی تلافی کرلیں اور طاعتوں کی طرف متوجہ ہوں۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:" فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا (الکہف:۱۱۰) ترجمہ:" تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے"۔ لہذا باشعور عاقل وہ ہے جو ہمیشہ اس گھڑی کو یاد کرتا رہتا ہے جس میں اس کا عمل منقطع ہو جائے گا اور اس کے بعد حساب شروع ہو جائے گا۔ واللہ المستعان۔

- جو شخص مریض کی زیارت کرے اسے چاہیے کہ وہ اس کے لیے شفایابی کی دعا کرے۔ اس میں نیک فال اور اللہ سے حسنِ ظن کو ابھارے۔ جیساکہ نبی کریم ﷺ جب بھی کسی مریض کی زیارت کرتے تو کہتے:" لَا بَأْسَ، طَهُورٌ إِنْ شَاءَ

اللہ" یعنی "کوئی بات نہیں، یہ بیماری گناہوں سے پاک کردے گی ان شاء اللہ" (بخاری)۔

- اگر مریض کو موت کے قریب ہونے کی نشانیاں ظاہر ہو جائیں تو اسے کلمۂ توحید اور جنت کی کنجی "لاالہ الا اللہ" کے کہنے پر حکمت کے ساتھ اور اچھے اسلوب میں ابھارے اور اس کی تلقین کرے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: " لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا الله "" اپنے مرنے والوں کو 'لا الہ إلا الله ' کی تلقین کرو"۔ (اسے مسلم نے روایت کیا ہے)۔ اگر اس بات کا خوف ہو کہ وہ جھنجھلا جائے گا تو صراحتا اس کی تلقین نہیں کی جائے بلکہ اس کے نزدیک شہادت کی تکرار کی جائے، اس لیے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: " مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ مِنَ الدُّنْيَا لَا إِلَهَ إِلَّا الله دَخَلَ الْجَنَّةَ"" اس دنیا میں جس کا آخری کلمہ لا إله إلا الله ہو گا وہ جنت میں داخل ہو گا"۔ (اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور اسے البانی نے حسن قرار دیا ہے)۔

- جب مسلمان مر جائے تو مستحب ہے کہ اس کی دونوں آنکھیں بند کردی جائیں، اس کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کی جائے، اس کی تجہیز و تکفین میں جلدی کی جائے، اس کے اہل خانہ کی اعانت اور مدد کی جائے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا إِلَيْهِ وَإِنْ تَكُ سِوَى ذَلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ "" جنازہ میں جلدی کرو، اس لیے کہ اگر وہ نیک ہے تو تم اسے خیر کی طرف پیش کر رہے ہو، اور اگر اس کے علاوہ ہے تو ایک

شر ہے جسے تم اپنی گردنوں سے اتار رہے ہو"۔ جب جعفر بن أبي طالب رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: " اصْنَعُوا لِآلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا، فَقَدْ أَتَاهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ ""آل جعفر کے لیے کھانا تیار کرو، اس لیے کہ ان پر ایسا امر وحادثہ پیش آگیا ہے جس نے انہیں اس کا موقع نہیں دیا ہے"۔ (اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور اسے البانی نے حسن قرار دیا ہے)۔

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں حسنِ عمل اور حسنِ خاتمہ کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنے سیدھے راستے پر ثابت قدم رکھے۔ ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں ہم میت کی تکفین و غسل اور اس پر نماز جنازہ ادا کرنے کے سلسلے میں گفتگو کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

جنازے کے احکام (۲)

ہم نے گذشتہ درس میں جنازہ کے بعض احکام کے سلسلے میں گفتگو کی تھی۔ اس درس میں ہماری گفتگو میت کے غسل و تکفین اور اس پر نماز جنازہ ادا کرنے سے متعلق ہے:

- ایک مسلمان کی موت کے بعد واجب ہے کہ اسے غسل دیا جائے۔ پہلے اس کے ستر کی پردہ پوشی کی جائے، پھر غسل دینے والا میت سے گندگی کو دور کرے، پھر اسے شرعی وضو کرائے، پھر اسے پانی اور بیر کے پتے سے تین مرتبہ غسل دے، پھر اس کے جسم پر تین مرتبہ پانی بہائے، پانی بہانے میں دائیں جانب سے پہل کرے، اگر زیادہ کی ضرورت پڑے تو زیادہ کرے لیکن طاق ہی اضافہ کرے، آخری مرتبہ جو پانی ڈالے وہ کافور والا ہو، یہ مستحب طریقہ ہے، اور غسل اتنے پانی سے بھی کافی ہو جائے گا جس سے میت سے گندگی دور ہو جائے، پانی اس کے جسم پر بہایا جائے، خاتون خاتون کو ہی غسل دے گی یا اپنے شوہر کو غسل دے گی۔

- مرد کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا جائے گا اور حنوط—ایک قسم کی خوشبو— میت کے جسم کے سوراخ جیسے آنکھ، ناک، کان، وغیرہ پر اور کفنوں کے مابین لگایا جائے گا۔ عورت کو ایک تہہ بند، چادر، دوپٹہ اور دو لفافے میں کفن دیا جائے، کفن کے لیے کم از کم ایک ایسا کپڑا واجب اور ضروری ہے جو میت کے پورے جسم کی ستر پوشی کر سکے۔

▪ پھر جنازہ لایا جائے گا تاکہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔ امام مرد کے سر کے پاس اور عورت کے وسط میں کھڑا ہو گا۔ وہ چار تکبیریں کہے گا، پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ سرّی طور پر پڑھے گا، دوسری تکبیر کے بعد درود پڑھے گا، تیسری تکبیر کے بعد میت کے لیے دعا کرے گا، اور چوتھی تکبیر کے بعد دائیں جانب ایک سلام پھیرے گا۔ جس شخص کو نمازِ جنازہ میں سے کچھ بھی چھوٹ جائے تو وہ اسے امام کے سلام پھیرنے کے بعد پورا کرلے، اگر اسے خوف ہو کہ جنازہ اٹھا لیا جائے گا تو فوت شدہ تکبیروں کو پے در پے پورا کرکے سلام پھیر لے، جس کی نماز جنازہ چھوٹ جائے وہ میت پر دفن سے قبل نماز جنازہ پڑھ لے، دفن کے بعد بھی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔

▪ نماز جنازہ کی فضیلت کے سلسلے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: " مَن شَهِدَ الجَنازَةَ حتَّى يُصَلَّى عليها فَلَهُ قِيراطٌ، ومَن شَهِدَها حتَّى تُدْفَنَ فَلَهُ قِيراطانِ، قيلَ: وما القِيراطانِ؟ قالَ: مِثْلُ الجَبَلَيْنِ العَظِيمَيْنِ" یعنی "جو جنازہ میں شریک ہوا اور اس وقت تک رہا یہاں تک کہ اس پر نماز پڑھی جائے تو اس کے لیے ایک قیراط ہے، اور جو دفن کیے جانے تک موجود رہا تو اس کے لیے دو قیراط ہے، کہا گیا کہ قیراط کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: دو عظیم پہاڑوں کے ہم مثل" (متفق علیہ)۔

▪ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: " مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُونَ بِاللهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَّعَهُمْ اللهُ فِيهِ "" کوئی بھی مسلمان فوت ہو جائے اور اس کی نماز جنازہ ایسے چالیس افراد ادا کریں

جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ کرتے ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کے متعلق ان لوگوں کی شفاعت کو ضرور قبول فرمائے گا" (مسلم)۔

اے اللہ ہمارے سب سے بہتر اعمال، ان میں سے آخری اعمال کو بنادے۔ ہماری عمروں میں سے سب سے بہتر عمر، ان میں سے آخری عمر کو بنادے۔ ہمارے سب سے بہتر ایام میں اس کو بنادے جس دن ہم تم سے ملیں اور تم ہم سے راضی ہو۔ ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں اللہ کے حکم سے ان غلطیوں اور منکرات کے سلسلے میں باتیں کریں گے جن میں ایک مسلمان کی موت کے بعد بعض لوگ مبتلا ہو جاتے ہیں۔

جنازے کے احکام(۳)

ہم نے اس سے قبل جنازہ کے احکام اور میت کی نماز جنازہ ادا کرنے کے سلسلے میں گفتگو کی تھی۔ آج ہم ان بعض غلطیوں اور منکرات کے سلسلے میں بات کریں گے جن میں بعض لوگ مسلمان کی موت کے بعد مبتلا ہو جاتے ہیں:

- شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے کہا ہے: ان امور میں مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ صبر کریں، ثواب کی امید رکھیں، نوحہ نہ کریں، کپڑے نہ پھاڑیں، گالوں کو نہ پیٹیں۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: " لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ" "ہم میں سے نہیں ہے جو گالوں کو پیٹے اور گریبان کو چاک کرے اور جاہلیت کی باتیں بکے" اور اللہ کے رسول ﷺ نے صحیح حدیث میں کہا: " أَرْبَعٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُونَهُنَّ: الْفَخْرُ فِي الْأَحْسَابِ وَالطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ وَالْاسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ وَالنِّيَاحَةُ وَقَالَ: النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ" یعنی "میری امت میں چار چیزیں جاہلیت کے امور میں سے ہیں جنہیں وہ نہیں چھوڑیں گی، حسب پر فخر کرنا، نسب میں طعن و تشنیع کرنا، ستاروں کے ذریعہ بارش طلب کرنا اور نوحہ کرنا، اور کہا: نوحہ کرنے والی اگر اپنی موت سے قبل توبہ نہ کرے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں اٹھائی جائے گی کہ اس کے بدن پر تارکول کا لباس اور خارش کی قمیص ہو گی" (مسلم)۔

نوحہ میت پر روکر آواز بلند کرنا ہے۔ابو موسی عبد اللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں: "أنّ رسول الله بَرِيءٌ من الصَّالِقَةِ وَالحَالِقةِ وَالشَّاقَّةِ" یعنی "اللہ کے رسول ﷺ بری ہیں مصیبت کے وقت رونے پیٹنے والی، بال نوچنے والی اور کپڑے پھاڑنے والی سے"۔ مصیبت کے وقت رونا چلانا، بال نوچنا اور کپڑے پھاڑنا یہ سب غیر درست عمل ہے۔نہ ہی عورت اور نہ مرد کے لیے ان میں سے کچھ بھی کرنا جائز ہے۔

- ان غلطیوں میں سے جن میں بعض لوگ مبتلا ہوتے ہیں میت کے قرض کی ادائیگی یا اس کی وصیت کو نافذ کرنے میں تاخیر کرنا ہے۔اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "نفْسُ المؤمِن مُعلَّقة بدَيْنِه؛ حتى يُقضَى عنه" یعنی "مؤمن کا معاملہ اس کے قرض کی وجہ سے معلق رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کی جانب سے اسے ادا کر دیا جائے"۔ (اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح قرار دیا ہے)۔
- اور منکر بدعتوں میں سے جن سے اللہ کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے، قبروں کو نماز کی جگہ بنانا ہے، یا اس پر مسجد بنانا ہے، یا میت کو مسجد میں دفن کرنا ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "أَلَا وَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيهِمْ مَسَاجِدَ، أَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ، إِنِّي أَنْهَاكُمْ عَنْ ذَلِكَ " "جان لو تم سے پہلے جو لوگ تھے وہ اپنے انبیاء وصالحین کی قبروں کو مسجدیں بنالیتے تھے، جان لو تم قبروں کو مسجدیں نہ بناؤ، یقیناً میں نے تمہیں اس سے منع کیا ہے" (مسلم)۔

- امام مسلم نے اپنی صحیح میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں:(نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهِ) " اللہ کے رسول ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ قبر پر چونا لگایا جائے یا اس پر بیٹھا جائے یا اس پر عمارت تعمیر کی جائے "اور ترمذی نے اس میں اضافہ کیا ہے: "اور یہ کہ اس پر لکھا جائے"۔
- قبروں کی بدعتوں میں سے قبروں پر پھول رکھنا ہے۔

اے اللہ ہمیں تو اپنے رسول ﷺ کی پیروی کرنے والا، آپ کے نقش قدم پر چلنے والا، اور آپ کی سنت پر مضبوطی سے عمل کرنے والا بنا۔ ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں ارکانِ اسلام میں سے تیسرے رکن زکوۃ کے سلسلے میں گفتگو کریں گے۔ ان شاءاللہ۔

زکوۃ کے احکام(۱)

اس درس میں ہماری گفتگو اسلام کے ارکان میں سے تیسرے رکن زکٰوۃ سے متعلق ہے۔ زکوۃ مالی فریضہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مالدار مسلمان پر فرض قرار دیا ہے۔ اس کا مقصد مال کی پاکی اور فقراء و مساکین وغیرہ مستحقینِ زکوۃ کی غمخواری ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: "وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ "(البقرۃ 43:)

ترجمہ: "اور نمازوں کو قائم کرو اور زکٰوۃ دو" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: " خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا" (التوبہ:۱۰۳) ترجمہ: "آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے، جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک صاف کردیں"۔

- اللہ تعالیٰ نے ان مصارف کی تحدید فرمائی ہے جن میں زکوۃ خرچ کی جائے گی۔ ارشاد ربانی ہے: " إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللهِ وَاللهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ" (التوبہ:۶۰) ترجمہ: "صدقے صرف فقیروں کے لیے ہیں اور مسکینوں کے لیے اور ان کے وصول کرنے والوں کے لیے اور ان کے لیے جن کے دل پر چائے جاتے ہوں اور گردن

چھڑانے میں اور قرض داروں کے لیے اور اللہ کی راہ میں اور راہرو مسافروں کے لیے، فرض ہے اللہ کی طرف سے، اور اللہ علم و حکمت والا ہے"۔

فقیر وہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو، یا اس کے خرچ کے آدھے سے بھی کم ہو۔

مسکین وہ ہے جس کے پاس کفایت کرنے کی مقدار سے نصف یا زیادہ ہو لیکن جتنا کفایت کرے اس سے کم ہو۔

"عاملین علیہا" سے مراد وہ لوگ ہیں جو اس کے جمع کرنے، اس کی حفاظت کرنے اور اس کی تقسیم کرنے کے مکلف اور ذمہ دار ہیں، انہیں ان کے عمل کے بقدر دیا جائے گا۔

تالیفِ قلب کیے جانے والوں سے وہ کفار مراد ہیں جن کے اسلام لانے کی امید ہو یا ایسے مسلمان جنہیں عطا کر کے ان کے ایمان میں زیادتی پیدا ہو، یا ایسے لوگ جنہیں عطا کر کے ان کے شر سے بچا جائے۔

رقاب سے مراد غلام آزاد کرنا اور مسلمان قیدیوں کو چھڑانا ہے۔

غارم سے وہ شخص مراد ہے جس پر قرض ہو اور وہ اسے ادا کرنے سے عاجز ہو، یا اس کا قرض باہمی تعلقات کی اصلاح کے لیے ہوا گرچہ وہ اس پر قادر ہو۔

فی سبیل اللہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔

ابن السبیل سے مراد وہ مسافر ہے جس کا زادِ سفر ختم ہو گیا ہو، اس کو اتنا دیا جائے گا جتنے سے وہ اپنے ملک لوٹ جائے۔

- زکوۃ اس کافر کو دینا جائز نہیں ہے جس کا تالیف قلب نہ ہو پائے، اور نہ اسے دیا جائے گا جس پر اس کا نفقہ لازم ہے جیسے بیوی، اور اصول جیسے باپ اور فروع جیسے اولاد، اور نہ بنو ہاشم کو دیا جائے گا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کے لوگ ہیں۔

زکوۃ صرف انہیں چیزوں پر واجب ہے جو نصاب کو پہنچ گئی ہوں، انسان کی اپنی ذاتی استعمال کی چیزوں پر زکوۃ واجب نہیں ہے جیسے گھر، گاڑی، کپڑے۔ (جائز استعمال کے لیے تیار کیے گئے سونے چاندی کے زیورات کی زکوۃ کے وجوب کے سلسلے میں علماء کا اختلاف ہے، جمہور اہل علم کا موقف یہ ہے کہ اس میں زکوۃ نہیں دی جائے گی)۔

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو صحیح طریقے سے اپنے مال کی زکوۃ دیتے ہیں۔ ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں ہم ان شاء اللہ ان چیزوں کے متعلق باتیں کریں گے جن میں زکوۃ واجب ہے۔

زکوۃ کے احکام (۲)

ہم نے پچھلے درس میں زکوۃ کے مصارف اور اس کے بعض احکام کے سلسلے میں گفتگو کی تھی۔ اس درس میں ہماری گفتگو ان اصناف کے سلسلے میں ہو گی جن میں زکوۃ واجب ہوتی ہے، اور وہ ہیں:

۱. پہلی صنف: اثمان (نقدی اموال) اور وہ ہیں: سونا: (وجوب زکوۃ کے لیے اس کا نصاب ۸۵ گرام ہے)۔ چاندی (اس کا نصاب ۵۹۵ گرام ہے)۔ نقدی اوراق جیسے ریال، روپیہ وغیرہ۔ اس کا نصاب سونے یا چاندی کے نصاب کی قیمت ہے۔ ان دونوں میں سے جس کا نصاب قیمت سے کم ہو اس کا اعتبار کیا جائے گا، جب مال نصاب کو پہنچ جائے اور اس پر ایک سال پورا ہو جائے، (یعنی مسلمان کی ملکیت میں اس پورا ایک پورا سال گذر جائے) تو اس پر دسویں حصہ کا چوتھائی نکالنا واجب ہو گا جو ڈھائی فیصد کے مساوی ہے۔

مال کی زکوۃ کا حساب نکالنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ مجموعی مال کو ۴۰ حصے میں تقسیم کریں، تو ان میں کا ایک حصہ وہ مال ہو گا جسے آپ کو زکوۃ میں نکالنا ہے۔ تو اس طرح آپ کے لیے زکوۃ کی اس مقدار کی معرفت آسان ہو جائے گی جس کا نکالنا واجب ہے۔

۲. دوسری قسم جس میں زکوۃ نکالنا واجب ہے، چوپائے ہیں۔ اور وہ ہیں: (اونٹ، بکری، گائے) اور اس میں شرط یہ ہے کہ وہ سال کے زیادہ تر اوقات میں چرے، اور ان کے مالک نے انہیں ان کے دودھ کا فائدہ اٹھانے اور افزائش نسل کے لیے پالا ہو، اسے خود سے چارہ دے کر نہ کھلائے،اور اسے افزائش نسل کے لیے رکھا گیا ہو (کام کے لیے نہیں جیسے کھیتی اور پانی نکالنے کے لیے)۔ اس کا نصاب اونٹ میں ۵، گائے میں ۳۰ اور بکری میں ۴۰ ہے۔ چوپائے جانوروں کی زکوۃ کی تفصیلات صحیح حدیثوں میں اور فقہ کی کتابوں میں شرح وبسط سے بیان کی گئی ہیں۔

۳. تیسری قسم جس میں زکوۃ واجب ہوتی ہے وہ ہے جو زمینی پیداوار ہے جیسے غلہ، پھل اور فصلیں۔ صرف ان پھلوں میں زکوۃ واجب ہے جو ناپے جا سکتے ہوں، یعنی صاع یا اس جیسے کسی اور پیمانے کے ذریعہ،اور جنہیں جمع اور ذخیرہ کیا جاسکتا ہے، جیسے گیہوں، کھجور، منقی اور مکئی، لیکن جنہیں ذخیرہ نہیں کیا جاسکتا جیسے خربوزہ، تربوزہ، انار، کیلا تو اس میں زکوۃ نہیں ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے زمینی پیداوار کے نصاب زکوۃ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: "وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ" یعنی "کھجور میں پانچ وسق سے کم میں زکوۃ نہیں ہے"۔ وسق ایک ایسا ناپنے کا آلہ ہے، جس میں ناپا جائے وزن نہ کیا جائے، اور وہ تین سو صاع کے مساوی ہوتا ہے۔ اس کا وزن اچھے گیہوں میں تقریبا ۶۱۲ کلو گرام ہے۔

زمینی پیداوار میں زکوۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب دانہ پک جائے۔اور یہ اس وقت ہوگا جب دانہ سخت ہو جائے اور پکنا ظاہر ہونے لگے اور کھانے کے لائق ہو جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:" وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ" (الأنعام:۱۴۱)" اور اس میں جو حق واجب ہے وہ اس کے کاٹنے کے دن دیا کرو"۔

زکوۃ کی مقدار: بغیر مشقت کے جو سیر اب ہو(جیسے جو بارش کے پانی یا رواں چشمے سے سیر اب ہو)اس میں عشر یعنی دسواں حصہ ہے،اور جو مشقت سے سیر اب ہو یعنی جسے آلات یا پمپ سے سیر اب کیا جائے تو اس میں بیسواں حصہ ہے۔

۴- چوتھی قسم جس میں زکوۃ واجب ہوگی وہ تجارت کے سامان ہیں۔ یہ ہر وہ چیز ہے جو فائدہ کی غرض سے خرید و فروخت کے لیے رکھی گئی ہو۔ تجارتی سامان کی قیمت کو نقدی مال کے ساتھ ملائیں گے (اور اگر نصاب کو پہنچ رہا ہو) پھر پورے مجموعہ میں سے چالیسواں کا زکوۃ نکالیں گے۔

اے اللہ ہمارے اندر تقوی پیدا کر دے۔ ان کا تزکیہ فرما۔ تو بہترین تزکیہ کرنے والا ہے۔ تو ہی ان کا آقا اور پروردگار ہے۔ ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں ہم اللہ کے حکم سے زکٰوۃ الفطر کے احکام کے سلسلے میں گفتگو کریں گے۔

صدقۃ الفطر کے احکام

اس درس میں ہماری گفتگو صدقۃ الفطر کے احکام کے سلسلے میں ہے۔ صدقۃ الفطر روزہ دار کے لیے پاکی، مساکین کے لیے غذا اور ماہ رمضان کی تکمیل پر اللہ تعالی کا شکرانہ ہے۔

زکوٰۃ الفطر ہر اس شخص پر واجب ہے جس شخص کے پاس عید کے دن اور رات میں ایک صاع خوراک ہو اور وہ اس کی اور جو اس کے زیر کفالت ہیں ہے ان کی خوراک اور بنیادی ضرورتوں سے زائد ہو تو اس کے لیے ایک صاع صدقۃ الفطر دینا ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، وہ کہتے ہیں: " فَرَضَ رَسُولُ الله زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالأُنْثَى وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ مِنْ الْمُسْلِمِينَ" یعنی "اللہ کے رسول نے صدقۃ الفطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو مسلمانوں میں سے غلام وآزاد، مرد وعورت اور چھوٹے اور بڑے پر فرض قرار دیا" (متفق علیہ)۔

اس کی مقدار: ملک کی عام خوراک (جو، گیہوں، کھجور، کشمش، پنیر، چاول یا مکئی وغیرہ) سے ایک صاع ہے۔ صاع ایسا وزن ہے جسے حجم کے ذریعہ ناپا جاتا ہے وزن نہیں کیا جاتا، تو ناپی گئی خوراک کے اختلاف کی وجہ سے اس میں بھی اختلاف ہوگا۔ دائمی کمیٹی برائے فتوی نے اس کے وزن کا تخمینہ کچھ اس طرح لگایا ہے کہ چاول میں صاع کا وزن تین کلو گرام ہوگا۔ جمہور اہل علم کے نزدیک غلہ کی قیمت کا نکالنا جائز نہیں ہے۔

صدقۃ الفطر نکالنے کا وقت: عید کی رات غروب شمس سے لے کر نماز عید کے لیے امام کے پہنچنے تک رہے گا۔ اس کا ایک یا دو دن قبل نکالنا بھی جائز ہے۔ (یعنی ۲۸ تاریخ کے غروب کے بعد) جو شخص اسے اس کے وقت پر نہ نکال سکے، تو اس پر اسے بعد میں بطور قضا نکالنا واجب ہے، اگر تاخیر بغیر کسی شرعی عذر کے ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ فوراً صدقۃ الفطر نکالے اور تاخیر کی وجہ سے اللہ تعالی سے توبہ واستغفار کرے۔

اصل یہ ہے کہ صدقۃ الفطر اس ملک میں نکالا جائے گا جس میں صدقۃ الفطر دینے والا موجود ہے، مگر اگر کوئی شرعی مصلحت ہو تو جہاں مقیم ہے وہاں سے باہر بھی اسے منتقل کر سکتا ہے، مثلاً سکونت پذیر ملک میں فقراء کا نہیں پایا جانا، یا ان لوگوں کے پاس اسے بھیجنا جو اس کے زیادہ ضرورت مند ہیں، یا اپنے اقارب فقراء کو بھیجنا۔ بغیر مصلحت کے صدقۃ الفطر کو منتقل کرنے کی صورت میں تحریم یا کراہت کے ساتھ یہ کافی ہو جائے گا۔

اے اللہ تو ہمارے لیے اپنے حلال کو کافی بنادے، حرام سے بچادے، تو اپنے فضل سے ہمیں ان تمام لوگوں سے بے نیاز کردے جو تیرے سوا ہیں۔ ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں اسلام کے ارکان میں سے چوتھے رکن کے سلسلے میں گفتگو کریں گے اور وہ صیام ہے۔

صیام کے احکام (۱)

اس درس میں ہم اسلام کے ارکان میں سے چوتھے رکن رمضان کے روزے کے سلسلے میں گفتگو کریں گے۔

صیام طلوع فجر[31] (اور وہ اذان فجر کا وقت ہے) سے غروب آفتاب (اور وہ مغرب کی اذان کا وقت ہے) تک اللہ تعالی کی بندگی بجالانے کے لیے کھانے، پینے اور ان تمام چیزوں سے رکنے کا نام ہے جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: " يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ" (البقرة:۱۸۳) "اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو"۔

- ماہ رمضان کے عظیم فضائل ہیں، ان فضائل میں سے ہیں:
- اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتْ الشَّيَاطِينُ" "جب رمضان آجاتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے" (متفق علیہ)۔

---

31 - فجر کا وقت شروع ہو گیا ہو اور روزے دار کے منہ میں کھانا ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ کھانے کو تھوک دے اور اپنے روزہ کو پورا کرے، اگر اسے نگل لیتا ہے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

▪ اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا" :مَن صَامَ رمضانَ إيمانًا واحتسابًا، غُفِرَ لَهُ ما تقدَّمَ من ذنبِهِ، ومَن قامَ ليلةَ القدرِ إيمانًا واحتِسابًا غُفِرَ لَهُ ما تقدَّمَ من ذنبِهِ" یعنی "جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے روزہ رکھا، اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، اور جو لیلۃ القدر میں ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کرتا ہے تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں" (متفق علیہ)۔

▪ اور اللہ کے رسول ﷺ نے روزے کی فضیلت کے سلسلے میں فرمایا:" كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ، الْحَسَنَةُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ، قال اللهُ تعالى: إلا الصَّوْمَ، فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ، وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ، وَلَخُلُوفُ فِيهِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ" یعنی "ابن آدم کا ہر عمل کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ نیکی دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک کر دی جاتی ہے، اللہ تعالی نے فرمایا: سوائے روزہ کے، اس لیے کہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دیتا ہوں، بندہ میری وجہ سے اپنی شہوت اور اپنا کھانا چھوڑ دیتا ہے، صائم کے لیے دو خوشیاں ہیں: ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی اس کے رب سے ملاقات کے وقت، اور اس کے منہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے" (بخاری)۔

▪ رمضان کا روزہ ہر بالغ، عاقل اور مستطیع مسلمان پر فرض ہے، جو بیمار ہو، اور اس پر روزہ مشکل ہو، یا روزہ کی وجہ سے بیماری کے بڑھنے کا خطرہ ہو، یا مسافر ہو تو اس

کے لیے روزہ چھوڑنا جائز ہے، ایسے شخص کا عذر جب ختم ہو جائے تو وہ اسے قضا کرے گا، لیکن جس کا مرض دائمی ہو، جس کی شفایابی کی امید نہ ہو، تو وہ روزہ چھوڑ دے گا اور ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے گا۔ اسی حکم میں وہ معمر شخص بھی ہے جو درازئ عمر[32] کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے[33]۔

- حائضہ اور نفاس والی عورتوں پر روزہ رکھنا حرام ہے۔ ان دونوں پر طہر کے بعد اس کی قضاء کرنی واجب ہے۔
- صائم کے لیے مستحب ہے کہ وہ سحری کرے اور سحری میں تاخیر کرے۔ اسی طرح اس کے لیے افطار میں جلدی کرنا مستحب ہے۔ اس پر واجب ہے کہ وہ قولی و فعلی معاصی سے اجتناب کرے۔ اگر اسے کوئی گالی دے یا کوئی اس سے جھگڑے تو اس سے بس یہ کہے: میں روزہ دار ہوں۔

اے اللہ ہمیں شہرِ رمضان میں پہنچا اور ان لوگوں میں سے بنا جو اس کا روزہ رکھتے ہیں۔ ایمان اور ثواب کی نیت سے اس کا قیام کرتے ہیں۔ ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ ہم اگلے درس میں اللہ کے حکم سے روزہ توڑنے اور اسے باطل کر دینی والی چیزوں کے سلسلے میں گفتگو کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

32

33 - حاملہ اور دودھ پلانے والی خواتین کے لیے جائز ہے کہ اگر وہ اپنے نفس پر یا اپنے بچوں سے متعلق خائف ہو تو وہ رمضان کا روز چھوڑ سکی ہے اور بعد میں اس کی قضا کرنی پڑے گی۔

صیام کے احکام (۲)

ہم نے گذشتہ درس میں ماہ رمضان، اس کی فضیلت اور اس کے بعض احکام کے سلسلے میں گفتگو کی تھی۔ اس درس میں ہم اپنی گفتگو روزہ توڑنے والی اور اسے باطل کرنے والی چیزوں کے بارے میں کریں گے۔ روزہ توڑنے والی چیزیں جن سے روزہ باطل ہو جاتا ہے، وہ ہیں:

- جماع کرنا اور منی نکالنا۔
- جان بوجھ کر کھانا اور پینا، اور ہر وہ چیز کرنا جو کھانے اور پینے کے ہم معنی ہے جیسے غذائی انجکشن لگوانا اور خون چڑھوانا۔
- حجامہ کے ذریعہ خون نکلوانا۔
- جان بوجھ کر قے کرنا۔
- عورت سے حیض و نفاس کا خون نکلنا۔
- سابقہ روزہ توڑنے والی چیزوں سے تین شرطوں کے ساتھ روزہ فاسد ہوگا: یہ تین شرطیں ہیں، روزہ دار حکم کا جاننے والا ہو، اسے یاد ہو، اور وہ خود اسے کرے (سوائے حیض اور نفاس کے)۔

ان امور میں سے جن کے متعلق سؤال کثرت سے کیا جاتا ہے اور وہ روزہ توڑنے والی چیزوں میں سے نہیں ہیں، وہ ہیں:

- خون ٹیسٹ کروانا، ڈاڑھ نکلوانا، غیر غذائی انجکشن لگوانا، استھما اسپرے استعمال کرنا یا آکسیجن لگوانا، دبر میں دوا Suppositoryڈالنا[34]، ناک میں دوا ڈالنا جب کہ وہ حلق تک نہ پہنچے اور آنکھ اور کان میں دوا ڈالنا۔

- مسواک کرنا، ٹوتھ پیسٹ استعمال کرنا (اسے گھوٹنے سے بچتے ہوئے)، بخور استعمال کرنا (اسے ناک سے نہ کھینچے)۔

- احتلام، ناک سے خون نکلنا اور بلغم نگلنا۔

- عورتوں کا استحاضہ، اور غیر مخصوص وقت میں عورتوں کو پیلے یا خاکی رنگ کا خون آنا جو معتاد وقت کے علاوہ ہو۔

اے اللہ ہمیں وہ چیزیں سکھا جو ہمیں فائدہ پہنچائیں۔ جو ہمیں تو نے سکھایا ہے ان سے نفع پہنچا۔ ہمارے علم میں اضافہ فرما۔ ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں اللہ کے حکم و مشیت سے اسلام کے پانچویں رکن حج کے سلسلے میں گفتگو کریں گے۔

---

34 - اسی طرح عورت کی شرم گاہ میں دوا کے قطرے یا دوا یا لیکیوڈ ڈالنا۔

حج کے احکام

آج ہمارا درس ارکان اسلام میں سے پانچویں رکن حج سے متعلق ہے:

حج اسلام کے عظیم ترین شعائر میں سے ہے۔ اس میں بدنی، قلبی اور مالی ہر قسم کی عبادتیں جمع ہوتی ہیں۔ اس میں بندوں کے لیے عظیم منافع ہیں: جیسے اللہ تعالی کی توحید کا اعلان، حجاج کو حاصل ہونے والی مغفرت، مسلمانوں کے مابین اتحاد وہم آہنگی اور اس کے علاوہ اور بھی حکمتیں اور منافع ہیں۔

- حج کی فضیلت عظیم ہے اور اس کا ثواب بھر پور ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "مَنْ حَجَّ لِلهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ" یعنی "جس نے اللہ کے لیے حج کیا، اور جماع سے بچا رہا اور نہ ہی فسق وفجور کیا تو وہ اس دن کی طرح لوٹا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا" (متفق علیہ)۔ یعنی وہ ایسے گناہوں سے پاک ہو جائے گا جیسے کہ وہ ابھی فوراً بے گناہ پیدا ہوا ہو۔
- عمر میں ایک مرتبہ حج ادا کرنا[35] آزاد، بالغ، عاقل اور بدنی ومالی طور پر مستطیع[36] مسلمان پر واجب ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ" (آل عمران:۹۷) ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف

---

35 - شروط پورا ہوتے ہی حج فوراً واجب ہو جاتا ہے، انسان اس میں تاخیر کرنے پر گنہگار ہوگا۔

36- خاتون کے لیے اس فریضہ کی ادائیگی کے تئیں دو شرطیں ہیں: محرم ساتھ میں ہو، اور عورت عدت کی مدت میں نہ ہو۔

راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے۔اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ (اس سے بلکہ) تمام دنیا سے بے پرواہ ہے "۔

- جس کے پاس اپنی اور جن کی وہ کفالت کرتا ہے ان کی بنیادی ضروریات سے زائد مال نہ ہو، تو اس پر حج واجب نہیں ہوگا،نہ ہی اس پر یہ واجب ہے کہ وہ حج کے لیے کسی سے قرض لے۔
- جو مالی طور پر حج کی استطاعت رکھتا ہے لیکن بدنی طور پر اس کی استطاعت نہیں رکھتا، جیسے کوئی عمر دراز ہو، یا دائمی مریض ہو، تو وہ کسی کو نائب بنائے جو اس کی طرف سے حج کرے،اور وہ شخص اس کے حج کے اخراجات اٹھائے گا۔
- حج کے شروط، ارکان اور واجبات و ممنوعات ہیں، ان کے جاننے کے لیے فقہ کی کتابوں اور اہل علم کے فتاوی کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے۔
- حج کی طرح عمر میں ایک مرتبہ عمرہ ادا کرنا واجب ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:" إِنَّهَا لَقَرِينَتُهَا فِي كِتَابِ اللهِ (وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلهِ) ""وہ اللہ کی کتاب میں حج کے ساتھ ملا ہوا ہے"۔ ارشاد ربانی ہے: "وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلهِ" یعنی "اور حج اور عمرہ کو اللہ کے لیے پورا کرو" (بخاری)۔

اب ہم اللہ تعالی کے فضل سے ارکانِ ایمان اور ارکانِ اسلام کے تعارف سے فارغ ہو چکے ہیں۔ اگلے دروس میں اللہ کے حکم سے ایسے مختلف موضوعات پر گفتگو کریں گے

جو مسلمانوں کے لیے اہم ہیں، جیسے اسلامی اخلاق، مالی معاملات اور کھانے اور لباس کے احکام۔

مسلمانوں کے لیے اہم موضوعات

خیر خواہی

اس درس میں گفتگو ایک عظیم حدیث نبوی سے متعلق ہے۔ بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ وہ اسلام کی بنیادی حدیث ہے اور وہ حدیث درج ذیل ہے:

ابورقیہ تمیم بن اُوس الداری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:" الدِّينُ النَّصِيحَةُ. قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ لِلهِ، وَلِكِتَابِهِ، وَلِرَسُولِهِ، وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ" یعنی "دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم نے کہا: کس کے لیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول کے لیے، مسلمانوں کے سربراہوں اور عام مسلمانوں کے لیے" (مسلم) اور حدیث کے فوائد میں سے یہ ہیں:

دین اسلام پورا کا پورا خیر خواہی پر قائم ہے، اور وہ صدق واخلاص اور جس کی نصیحت مقصود ہو اس کے لیے صدق، اخلاص اور خیر خواہی کا جذبہ رکھنا ہے۔ "نصیحہ" ایسا کلمہ ہے جو دنیا وآخرت دونوں کی بھلائیوں کو جامع ہے۔ قوموں کے لیے یہ انبیاء علیہم السلام کا پیغام تھا۔ کوئی نبی ایسے نہیں ہیں جنہوں نے اپنی امت کی خیر خواہی نہ کی ہو۔

- اللہ تبارک وتعالی کے لیے خیر خواہی اس کی توحید، اسے صفاتِ کمال وجلال سے متصف کرنے، جو چیزیں صفات کمال وجلال کے برخلاف ہیں ان سے اسے پاک و منزہ کرنے، اس کے معاصی سے بچنے، اس کی طاعتیں بجالانے اور اس کی پسندیدہ

چیزوں کو انجام دینے، اس کے لیے محبت کرنے اور اسی کے لیے کسی سے بغض رکھنے، جو اللہ تعالیٰ کا انکار کرے اس سے جہاد کرنے، اس ذات باری کی طرف بلانے اور اس پر دوسروں کو ابھارنے کا نام ہے۔

- اس کی کتاب کے لیے خیر خواہی یہ ہے اس پر ایمان لائیں، اس کی تعظیم و تنزیہ کریں، کماحقہ اس کی تلاوت کریں، اس کی آیتوں پر غور کریں، اس کے تقاضے کے مطابق عمل کریں، اس کی طرف دعوت دیں اور اس کا دفاع کریں۔
- اس کے رسول کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ ان پر ایمان لائیں اور ان چیزوں پر ایمان لائیں جو وہ لے کر آئے ہیں۔ ان کے اوامر کو بجالائیں اور نواہی سے اجتناب کریں۔ ان کی توقیر و تعظیم کریں۔ ان کی سنت کا احیاء کریں۔ ان کے اخلاق کو اختیار کریں۔ ان کی آل واصحاب سے محبت کریں۔ ان کا، ان کی سنت کا، ان کی آل واصحاب اور جو لوگ اخلاص کے ساتھ ان کی پیروی کریں، ان کا دفاع کریں۔
- مسلمانوں کے سربراہوں کے ساتھ خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ ان کے خلفاء اور قائدین کے ساتھ خیر خواہی کی جائے، حق پر ان کی معاونت کی جائے اور ان کی اطاعت کی جائے، انہیں نرمی و محبت کے ساتھ تذکیر و خیر خواہی کی جائے، ان کے لیے دعا کی جائے اور ان کے خلاف بغاوت نہ کیا جائے۔
- عام مسلمانوں کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ ان کے لیے بھی وہ پسند کریں جو اپنے نفس کے لیے پسند کرتے ہیں، اور ان کے لیے بھی وہی ناپسند کریں جو اپنے نفس

کے لیے ناپسند کرتے ہیں۔ ان کے دینی ودنیوی مفاد کی طرف رہنمائی کی جائے۔ ان کی کمیوں کی پردہ پوشی کی جائے، دشمنوں پر ان کی مدد کی جائے، ان کا دفاع کیا جائے اور دھوکہ وحسد سے بچا جائے۔

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو باتوں کو سنتے اور ان میں سے بہتر کی پیروی کرتے ہیں۔ ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے دروس میں اللہ کے حکم سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلے میں گفتگو کریں گے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

اس درس میں ہماری گفتگو اسلام کے عظیم ترین شعاروں میں سے ایک شعار کے متعلق ہے اور وہ ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر:

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مؤمنین کے ظاہری صفات میں سے ہے۔ ارشاد ربانی ہے: وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللهُ إِنَّ اللهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (التوبہ:۷۱) ترجمہ: "مؤمن مرد وعورت آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار ومعاون) دوست ہیں، وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں، نمازوں کو پابندی سے بجالاتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اللہ کی اور اس کے رسول کی بات مانتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ بہت جلد رحم فرمائے گا، بے شک اللہ غلبے والا حکمت والا ہے"۔

جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر عام ہو جائے، تو سنت، بدعت سے ممتاز ہو جاتی ہے، حلال، حرام سے الگ ہو جاتا ہے، لوگ واجب اور مسنون، مباح اور مکروہ کو جانتے ہیں۔ ایسی نسل تیار ہوتی ہے جو بھلائی کے ساتھ پروان چڑھتی ہے اور اس سے محبت کرتی ہے۔ منکر سے دور ہوتی ہے اور اس سے نفرت کرتی ہے۔

- اصول وضوابط کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینا

فرد و معاشرہ کے لیے اللہ کے عذاب سے امان عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:
"وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ (الهود:۱۱۷) ترجمہ: "آپ کا رب ایسا نہیں کہ کسی بستی کو ظلم سے ہلاک کر دے اور حالانکہ وہ لوگ اصلاح پسند ہوں"۔ وہ سماج جس میں منکر ظاہر ہوتا ہے اور اس میں کوئی ایسا شخص نہیں ہوتا ہے جو اسے اس منکر سے روکے، تو وہ سماج عام عذاب کا شکار ہو جاتا ہے۔ صحیحین میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی روایت ہے، وہ کہتی ہیں: اے اللہ کے رسول! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے اور ہم میں نیک لوگ ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں جب برائی کی کثرت ہو، اور اللہ تعالی نے فرمایا:
"فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ أَنجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ" (الأعراف:165) . ترجمہ: "سو جب وہ اس کو بھول گئے جو ان کو سمجھایا جاتا تھا تو ہم نے ان لوگوں کو تو بچا لیا جو اس بری عادت سے منع کیا کرتے تھے اور ان لوگوں کو جو کہ زیادتی کرتے تھے ایک سخت عذاب میں پکڑ لیا اس وجہ سے کہ وہ بے حکمی کیا کرتے تھے"۔

بعض لوگوں کے نزدیک معروف یہ ہے کہ کسی کو ظلم سے روکنا دوسروں کے معاملات میں دخل اندازی ہے، حالانکہ یہ قلت فہم اور ایمان کی کمی ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں: اے لوگو، تم لوگ یہ آیت پڑھتے ہو، " يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لاَ يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ"(المائدہ:۱۰۵)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اپنی فکر کرو، جب تم راہ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں"۔ اور میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: " إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللهُ بِعِقَابٍ مِنْهُ "یعنی "لوگ جب ظالم کو دیکھیں، اور وہ اس کے ہاتھ کو نہ پکڑیں، تو قریب ہے کہ اللہ تعالی انہیں بھی اپنے عذاب میں شامل کرلے" (ابوداؤد وغیرہ)۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ» "تم میں سے جو بھی کسی منکر کو دیکھے تو وہ اسے اپنے ہاتھ سے روکے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے، اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو اپنے دل سے، اور وہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے"۔ (اسے مسلم نے روایت کیا ہے)۔

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بھلائی کا حکم دینے والوں اور برائی سے روکنے والوں میں سے بنائے۔ ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں اللہ کے حکم سے اسلام میں اخلاق کے موضوع پر گفتگو کریں گے۔

اسلام میں اخلاق کا مقام ومرتبہ-1

اس درس ہماری گفتگو اسلام میں اخلاق کے موضوع پر ہے:

اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں اخلاق حسنہ اور آداب عالیہ اختیار کرنے پر ابھارا ہے۔اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:"إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقًا" یعنی "تم میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب بیٹھنے والا وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہے"۔(اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح قرار دیا ہے)۔

اسلام نے اخلاق حسنہ میں سے درج ذیل امور کی طرف بطور خاص توجہ دلائی ہے:

- اسلام نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے، بیوی اور بیٹے بیٹیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے، رشتہ داری اور قرابت کا خیال رکھنے کی تلقین کی ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:" وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا" (الاسراء:۲۳)" اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو"اور جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:" خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لأَهْلِي" یعنی "تم میں کا بہتر شخص وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے لیے بہتر ہے، اور میں تم میں اپنے اہل وعیال کے لیے سب سے بہتر ہوں"۔اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور البانیؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:" مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ أَوْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ

فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ" یعنی "جسے یہ بات خوش کرے کہ اس کی رزق میں کشادگی کی جائے یا اس کی عمر لمبی کی جائے تو وہ صلہ رحمی کرے" (متفق علیہ).

- اسلام نے اچھی بات، پاکیزہ گفتگو، صدق، بشاشت، تبسم اور مومنین کے لیے تواضع جیسے اعلی اخلاق پر ابھارا ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: " وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا "(البقرہ:۸۳)" اور لوگوں سے اچھی بات کہو" اور اللہ تعالی نے فرمایا: " يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ" (التوبہ:۱۱۹)"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقوی اختیار کرو اور سچوں میں سے ہو جاؤ" اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: " الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ" یعنی" اچھی بات صدقہ ہے" (متفق علیہ)۔ اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: " تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ" یعنی "تمہارا اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا صدقہ ہے"۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔ اور آپ علیہ السلام نے فرمایا: " وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلهِ إِلَّا رَفَعَهُ الله" یعنی "جو بھی اللہ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالی اس کے درجات بلند کر دیتا ہے"۔ (اسے مسلم نے روایت کیا ہے)۔

- زبان کی حفاظت کا حکم آیا ہے اور اس کی تلقین کی گئی ہے: اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے: " مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ" (ق:۱۸) ترجمہ: "انسان منہ سے کوئی لفظ نکال نہیں پاتا مگر کہ اس کے پاس نگہبان تیار ہے"۔ اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ

خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ"ترجمہ:"جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے تو وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے" (متفق علیہ)۔ زبان کی حفاظت اس طرح ہوگی کہ برے الفاظ اپنی زبان سے نہ نکالیں، لعن طعن اور گالی گلوج سے اجتناب کریں اور غیبت سے بچیں۔ غیبت یہ ہے کہ اپنے مسلم بھائی کی غیر موجودگی میں اس کاایساذکر کریں جو اسے ناپسند ہو۔ اللہ تعالی نے فرمایا:" وَلَا يَغْتَب بَعْضُكُم بَعْضًا" (الحجرات:۱۲) ترجمہ:"تم میں کا بعض، بعض کی غیبت نہ کرے" اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "ليسَ المؤمِنُ بالطَّعَانِ، ولَا اللَّعَانِ، ولَا الفَاحِشِ، ولَا البَذِيءِ" یعنی "مؤمن ذرا بھی لعن طعن کرنے والا، فحش گوئی کرنے والا اور بدزبانی کرنے والا نہیں ہوتا"۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح قرار دیا ہے)۔

- اللہ کے رسول ﷺ نے کبر سے ڈرایا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:" لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ" یعنی "جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی کبر ہوگا" (مسلم)۔

- اسی طرح اسلام نے خادموں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے اور انہیں طاقت سے زیادہ ذمہ داری نہ دینے اور ان کا کام مکمل ہونے کے فورا بعد ان کا حق دینے کی تلقین کی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:" إِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ - أي: خدمُكم - جَعَلَهُمُ الله تحْتَ أَيْدِيكُمْ. فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مما يأكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِما يَلْبَسُ. ولا تُكَلِّفُوهُمْ ما يَغْلِبُهُمْ فإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فأَعِينُوهُمْ" یعنی "تمہارے خادم بھائیوں کو اللہ تعالی نے تمہارے تابع

بنایا ہے، تو جس کا خادم بھائی اس کے تابع ہو تو اسے وہی کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے، اسے وہی پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے، اور انہیں ایسی ذمہ داریاں نہ دو جو ان پر غالب آجائیں، اگر انہیں کوئی ذمہ داری دو تو ان کی مدد کرو" (متفق علیہ)۔ اور آپ علیہ السلام نے فرمایا: " أَعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ[۳۷]" یعنی "مزدور کو اس کی اجرت اس کا پسینہ خشک ہونے سے قبل دے دو"۔ (اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح قرار دیا ہے)۔

- اللہ کے رسول ﷺ کا یہ قول اخلاقی اصول کا بہت جامع قاعدہ ہے۔ ارشاد نبوی ہے" :لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ" یعنی "تم میں کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہو گا جب تک وہ اپنے مؤمن بھائی کے لیے بھی وہی پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے" (متفق علیہ)۔

اے اللہ تعالی ہمیں اچھے اخلاق کی ہدایت دے۔ کوئی اچھے اخلاق کی ہدایت نہیں دے سکتا سوائے تیرے۔ برے اخلاق سے ہمیں دور کر دے۔ ان سے کوئی دور نہیں کر سکتا سوائے تیرے۔ ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں اسی موضوع پر اپنی گفتگو جاری رکھیں گے۔

---

[۳۷] - پسینہ نہ گرے یا پسینہ گرا ہو اور خشک ہو گیا ہو۔ پسینہ خشک ہونے سے قبل سے مراد ہے کہ کام سے فراغت کے بعد جب وہ اجرت طلب کرے تو اس کو اجرت دینا واجب ہو گا، گرچہ پسینہ نہ گرے یا پسینہ گرا ہو اور خشک ہو گیا ہو۔

اسلام میں اخلاق کا مقام و مرتبہ-۲

ہم نے گذشتہ درس میں اخلاق حسنہ کے سلسلے میں گفتگو کی تھی۔اس درس میں بھی ہم اسی موضوع پر اپنی بات جاری رکھیں گے:

- ان اخلاق میں سے جن پر اسلام نے ابھارا ہے، باہمی امور کی اصلاح کرنی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:" وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ "(الانفال:۱) ترجمہ:"اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو"۔ اللہ کے نبی ﷺ نے چغل خوری سے ڈرایا ہے۔ چغل خوری یہ ہے کہ لوگوں کے مابین فساد برپا کرنے کے لیے کلام کو نقل کرنا ہے۔اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:" لا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ" یعنی"جنت میں چغل خور داخل نہیں ہوگا"(متفق علیہ)۔
- ان اخلاق میں سے جن پر اسلام نے ابھارا ہے مال کے ذریعہ کرم و سخاوت کرنا ہے اور بخالت و فضول خرچی کے مابین میانہ روی اختیار کرنا ہے۔ارشاد ربانی ہے: "وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا" (الفرقان:٦٧) ترجمہ:"اور جو خرچ کرتے وقت بھی نہ تو اسراف کرتے ہیں نہ بخیلی، بلکہ ان دونوں کے درمیان معتدل طریقے پر خرچ کرتے ہیں"۔
- اخلاق میں سے جن چیزوں پر اسلام نے ابھارا ہے، ان میں دینی اخوت و بھائی چارے کے حق کا خیال رکھنا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:" حَقُّ المسلِمِ عَلَى المسلِمِ سِتٌّ. قِيلَ: مَا هُنَّ يا رَسَولَ اللهِ؟، قال: إذا لَقِيتَه

فسلِّمْ عليه. وإذا دَعَاكَ فأَجِبْه. وإذَا استنصَحَكَ فانصَحْ لَه. وإذا عَطِسَ فَحمِدَ اللهَ فشَمِّتْهُ وإذا مرِضَ فعُدْهُ. وإذا مات فاتَّبِعْهُ" یعنی "ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر چھ حق ہے۔ کہا گیا وہ کیا ہیں اے اللہ کے رسول؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم اس سے ملو تو اسے سلام کرو، جب وہ تمہیں دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرو، جب تم سے خیر خواہی طلب کرے تو اس کے ساتھ خیر خواہی کرو، جب چھینکے اور الحمد للہ کہے تو اس کی چھینک کا جواب دو، جب بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرو، جب مر جائے تو اس کے جنازے کے پیچھے چلو" (مسلم)۔

- اسی طرح اسلام نے پڑوسی کا خیال رکھنے اور مہمان کی تکریم پر ابھارا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "من كانَ يؤمِنُ بالله واليومِ الآخرِ فلا يؤذِ جارَه، ومن كانَ يؤمِنُ بالله واليومِ الآخرِ فليُكرِمْ ضيفَه، ومن كانَ يؤمنُ بالله واليومِ الآخرِ فليقُلْ خيرًا أو ليصمُتْ" یعنی "جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے، اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے، اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے" (مسلم)۔

- اسلام نے بوڑھے مسلمان، اہلِ علم اور حاملینِ قرآن اور عادل بادشاہ کی عزت کرنے پر ابھارا ہے، جیسا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: " إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ الله إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرِ الْغَالِي فِيهِ وَالْجَافِي

عَنْهُ وَإِكْرَامَ ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ" یعنی "اللہ کی تعظیم میں سے بوڑھے مسلمان کی عزت کرنا، ایسے حاملِ قرآن کی عزت کرنا جو نہ اس میں غلو کرنے والا اور نہ ہی اس میں کوتاہی برتنے والا ہو اور عادل بادشاہ کی عزت کرنا ہے"۔ (اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے)۔ اسلام نے ہمیں بڑے کی عزت کرنے اور چھوٹے کے ساتھ شفقت کرنے پر ابھارا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: " ليسَ منَّا من لَم يَرحَمْ صغيرَنا، و يعرِفْ حَقَّ كَبيرِنا" یعنی "ہم میں سے وہ نہیں ہے جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور ہمارے بڑے کے حق کو نہ سمجھے"۔ (اسے ابوداؤد اور ترمذی اور احمد نے روایت کیا ہے اور اسے البانی نے صحیح قرار دیا ہے)۔

- اسلام نے مسلمانوں کی مصیبتوں کو دور کرنے، ان کے ساتھ آسانی کا معاملہ کرنے اور ان کے عیوب پر پردہ ڈالنے کی تلقین کی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَاللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ" یعنی "جس نے کسی مؤمن کی دنیاوی مصیبتوں میں سے کسی مصیبت کو دور کیا تو اللہ تعالی قیامت کے دن اس کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت کو دور فرمائے گا، اور جس نے کسی تنگ حال پر آسانی کی تو اللہ تعالی اس پر دنیا و آخرت میں آسانی فرمائے گا، جس نے کسی مسلمان کی

پردہ پوشی کی تو اللہ تعالی دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ اللہ تعالی اس وقت تک بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے "(مسلم)۔

ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں ان شاء اللہ مسلمانوں کے مابین مالی معاملات کے احکام کے سلسلے میں گفتگو کریں گے۔

مالی معاملات کے احکام

اس درس میں ہماری گفتگو مسلمانوں کے مابین بعض مالی معاملات کے احکام کے سلسلے میں ہوگی۔ اللہ تعالی نے ہمیں زمین پر گھومنے اور حلال مال کمانے کا حکم دیا ہے۔ تو مسلمان پر واجب ہے کہ وہ مالی معاملات میں اتنی سمجھ حاصل کرے جتنی کی اسے ضرورت ہے، تاکہ وہ بصیرت و دلیل کے ساتھ ان کی سمجھ حاصل کرسکے اور ممنوعات میں نہ پڑے جن سے شارع حکیم نے منع فرمایا ہے۔

- مالی معاملات میں اصل حلال ہونا ہے، سوائے ان چیزوں کے جن کی حرمت کے سلسلے میں دلیل وارد ہو۔

- ان معاملات میں سے جنہیں اسلام نے حرام قرار دیا ہے: سود، مَیْسِر (جوا)، دھوکہ دہی، خرید و فروخت میں جعل سازی اور ہر وہ چیز ہے جس میں ظلم ہو یا باطل طریقہ سے لوگوں کا مال کھایا جائے۔ اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے۔" يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ" (البقرہ:۲۷۸) ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو، اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو"۔

▪ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: " لَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَنَاجَشُوا (38)، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا، الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يَخْذُلُهُ، وَلَا يَكْذِبُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ، التَّقْوَى هَاهُنَا - وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ" یعنی "ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، خرید وفروخت میں بولی بڑھا کر ایک دوسرے کو دھوکہ نہ دو، باہم بغض نہ رکھو اور نہ ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو اور نہ ایک دوسرے کے سودے پر سودا کرے، اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اس پر ظلم نہ کرے، اسے بے یار ومددگار نہ چھوڑے اور اس سے جھوٹ نہ بولے، نہ اسے حقیر سمجھے اور آپ نے تین مرتبہ اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: تقوی یہاں ہے، نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، ہر مسلمان کا خون، مال اور اس کی عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے (مسلم)۔

---

38 - النَّجْشُ: ایسی بیع ہے جس میں اس شخص کی جانب سے سامان کی قیمت بڑھائی جائے جو اسے خریدنا نہیں چاہتا ہو۔

- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے بیعِ حصاۃ (کنکری پھینک کر بیع) اور بیع غرر (دھوکہ کی بیع) سے منع کیا ہے[39] (مسلم)۔
- مطلوب اخلاق میں سے یہ بھی ہے کہ مسلمان تجارت میں سچائی اور صاف گوئی اختیار کرے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: " مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا" یعنی "جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے" (مسلم)۔ اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: " الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا" یعنی "خرید و فروخت کرنے والے کو اس وقت تک اختیار ہوتا ہے جب تک کہ وہ دونوں مجلس سے الگ نہ ہوں۔ اگر وہ دونوں سچ بولیں اور ہر چیز کو وضاحت کے ساتھ بیان کردیں تو ان دونوں کی بیع میں برکت دی جائے گی۔ اگر ان دونوں نے جھوٹ بولا اور چھپایا تو ان دونوں کی بیع کی برکت مٹا دی جائے گی" (متفق علیہ)۔

اے اللہ ہم تم سے نفع بخش علم، پاکیزہ رزق اور عملِ صالح کی دعا کرتے ہیں۔ ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں ان شاءاللہ اسلام میں کھانے کے احکام کے سلسلے میں گفتگو کریں گے۔

---

39 - بیع غرر: مجہول چیز کیفیت و کمیت کے اعتبار سے جس کا اندازہ نہ ہو پائے کی بیع ہے یا ایسی چیز کی بیع ہے جس کا انجام مخفی ہو مثلا "بہت زیادہ پانی" میں مچھلی کی بیع، فضا میں اڑتے ہوئے پرندے کی بیع، یا بند صندوق کے اندر جو چیز ہے اس کی بیع، مختلف کپڑوں کے بیچ سے تعیین کیے بغیر کسی کپڑے کی بیع اور پکنے سے قبل پھلوں کی بیع۔

کھانے کے احکام

اس درس میں ہماری گفتگو ان احکام کے سلسلے میں ہے جو مسلمان کے کھانے سے متعلق مخصوص ہیں۔ کھانے والی چیزوں میں اصل حلت ہے، صرف ان چیزوں کا کھانا حرام ہے جن کی حرمت پر دلیل وارد ہوئی ہے۔

- ان کھانوں میں سے جنہیں اسلام نے حرام قرار دیا ہے، مردار ہے۔ یہ وہ حیوان ہے جسے شرعی طور پر ذبح نہیں کیا گیا ہو، اس سے مچھلیاں مستثنی ہیں اور وہ چیزیں مستثنی ہیں جو صرف پانی میں ہی زندہ رہتی ہیں، تو ان کے ذبح کرنے کی شرط نہیں لگائی گئی ہے،اسی طرح ٹڈی بھی بغیر ذبح کیے حلال ہے۔اس لیے کہ سنت میں ان دونوں کو مستثنی کیا گیا ہے۔
- ان چیزوں میں سے جن کا کھانا حرام ہے: خنزیر، بہتا ہوا خون اور ہر وہ چیز جو غیر اللہ کے لیے ذبح کی جائے، جیسے بتوں، اولیا یا جنوں کے لیے ان کی تعظیم میں ذبح کی جائے۔اللہ تعالی کا ارشاد ہے:" حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهِ" (المائدہ:۳) ترجمہ:"تم پر حرام کیا گیا مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا گیا ہو"۔

- ان چیزوں میں سے جن کا کھانا حرام ہے، ایسے حیوانات ہیں جن کے پاس نوکیلے دانت ہوں جن سے وہ شکار کرتے ہیں، جیسے شیر، چیتا، بھیڑیا، کتا، بلی اور بلا وغیرہ۔

- جن چیزوں کا کھانا حرام ہے ان میں وہ پرندے ہیں جن کے پاس ایسے پنجے ہوں جن سے وہ شکار کرتے ہیں، مثلاً باز، شاہین، چیل وغیرہ۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں" :نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ، وَعَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ" یعنی "اللہ کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہر ایک نوکیلے دانت والے درندے سے اور ہر ایک پنجے سے شکار کرنے والے پرندے سے"۔(اسے مسلم نے روایت کیا ہے)۔

- کھانے میں جو چیزیں حرام ہیں ان میں ہر قسم اور ہر طرح کے ناموں سے موسوم ہونے والی نشہ آور چیزیں ہیں جیسے گانجا، جو نشہ پیدا کرتا ہے اور شراب (گرچہ اسے اس کے علاوہ کسی اور نام سے جانا جائے)اور ڈرگس وغیرہ جو نشہ پیدا کرے اور عقل پر پردہ ڈال دے، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:" ما أَسْكَرَ كثيرُه؛ فقليلُه حرامٌ" یعنی "جو زیادہ نشہ آور ہو اس کا تھوڑا بھی حرام ہے"۔(اسے نسائی، ابن ماجہ اور احمد نے روایت کیا ہے اور البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)۔

- گندی اور کھانے پینے اور دواؤں میں سے ان تمام چیزوں کا استعمال حرام ہیں جو انسان کے لیے نقصان دہ ہیں، جیسے سگریٹ نوشی، حقہ اور قات وغیرہ، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:" ولاَ تَقْتُلُواْ أَنفُسَكُمْ إِنَّ اللهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا" (النساء:۲9)

ترجمہ: "اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نہایت مہربان ہے"۔ اور اللہ تعالی نے فرمایا: " وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ "(الاعراف:١٥٧) ترجمہ: "اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں"۔ اور اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ " "نہ تو تکلیف پہنچانا ہے اور نہ تکلیف میں پڑنا ہے"۔ (اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور اسے البانی نے صحیح قرار دیا ہے)۔

- حیوانات میں سے جن کے حرام ہونے پر شریعت میں نص موجود ہے وہ ہیں:

خچر، گھریلو گدھا، یہ ایسا گدھا ہے جسے سواری کرنے اور سامان ڈھونے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں: " ذَبَحْنَا يَوْمَ خَيْبَرَ الْخَيْلَ، وَالْبِغَالَ، وَالْحَمِيرَ، فَنَهَانَا رَسُولُ الله عَنِ الْبِغَالِ، وَالْحَمِيرِ، وَلَمْ يَنْهَنَا عَنِ الْخَيْلِ "یعنی "ہم نے خیبر کے دن گھوڑا، خچر اور گدھا ذبح کیا، تو اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں خچر اور گدھے کو ذبح کرنے سے منع کیا اور گھوڑے کو ذبح کرنے سے منع نہیں کیا"۔ (اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح قرار دیا ہے)۔

ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں ان شاء اللہ کھانے کے آداب کے سلسلے میں گفتگو کریں گے۔

کھانے کے آداب

اس درس میں ہماری گفتگو کھانے کے آداب سے متعلق ہے، اور ان آداب میں سے یہ ہیں:

- کھانے سے قبل بسم اللہ کہنا، دائیں ہاتھ سے کھانا، کھانے کا جو حصہ انسان کے قریب ہو اسے کھانا۔ عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں: جب میں چھوٹا تھا تو رسول اللہ ﷺ کی گود میں بیٹھا تھا اور میرا ہاتھ پوری تھالی میں گھوم رہا تھا، تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:" يَا غُلَامُ: سَمِّ اللهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُل مِمَّا يَلِيكَ" "لڑکے! اللہ کا نام لو، اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اور جو تمہارے قریب ہے اس میں سے کھاؤ" (متفق علیہ)۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:"إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللهِ فَإِنْ نَسِيَ فِي أَوَّلِهِ فَلْيَقُلْ بِسْمِ الله فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ" یعنی "جب تم میں کا کوئی کھانا کھائے تو وہ بسم اللہ کہے، اگر وہ اسے شروع میں کہنا بھول جائے تو یہ کہے: "بسم اللہ فی أولہ وآخرہ"۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح قرار دیا ہے)۔

اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:" لا يَأْكُلَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ بِشِمَالِهِ، وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِهَا" یعنی "تم میں

کا کوئی شخص اپنے بائیں ہاتھ سے نہ کھائے، نہ ہی بائیں ہاتھ سے پیے، اس لیے کہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے" (مسلم)۔

- کھانے کے آداب میں سے یہ ہے کہ کھانے کی برائی بیان نہ کریں، جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں: "مَا عَابَ النَّبِيُّ طَعَامًا قَطُّ، إِنْ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ، وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ" یعنی "اللہ کے رسول ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا، اگر خواہش ہوئی تو کھالیا، اگر پسند نہیں آیا تو چھوڑ دیا" (متفق علیہ)۔ کھانے میں عیب نکالنا یہ ہے کہ کہے: کھٹا ہے، نمک بہت ہے، نمک کم ہے، صحیح سے پکا ہوا نہیں ہے، وغیرہ۔

- کھانے کے آداب میں سے یہ ہے کہ گرے ہوئے لقمے سے اس پر لگی ہوئی مٹی وغیرہ کو ہٹا کر اسے کھالے، جیسا کہ انس بن مالک کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: " إِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ فَلْيُمِطْ عَنْهَا الْأَذَى وَلْيَأْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ" یعنی "جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اس سے دھول وغیرہ ہٹا کر اسے کھالے اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے" (مسلم)۔

- کھانے کے آداب میں سے یہ ہے کہ کھانے کے دوران ٹیک نہ لگائے، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "لا آكُلُ وأنا مُتَّكِئٌ" یعنی "میں ٹیک لگائی ہوئی حالت میں نہیں کھاتا ہوں" (بخاری)۔

▪ مستحب یہ ہے کہ بیٹھ کر پانی پیے، تین سانس میں پانی پیے، جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں:" كَانَ رَسُولُ الله يَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا، وَيَقُولُ: إِنَّهُ أَرْوَى، وَأَبْرَأُ، وَأَمْرَأُ" یعنی "اللہ کے رسول تین سانس میں پانی پیتے تھے،اور کہتے تھے ایسا کرنا زیادہ سیراب کرنے والا، پیاس دور کرنے والا اور مرض سے محفوظ کرنے والا ہے (مسلم)۔ برتن میں سانس نہ لے، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:" إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَعُودَ فَلْيُنَحِّ الْإِنَاءَ، ثُمَّ لِيَعُدْ إِنْ كَانَ يُرِيد" یعنی "جب تم میں سے کوئی پانی پیے تو برتن میں سانس نہ لے، اگر سانس لینا چاہے تو برتن کو منہ سے الگ کرلے، پھر اگر چاہے تو دوبارہ پیے" (ابن ماجہ)۔

▪ اللہ تعالی نے فضول خرچی سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا:" وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ" (الأعراف:۳۱) ترجمہ: "اور خوب کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو۔ بے شک اللہ حد سے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتا"۔

▪ جو کھانے سے فارغ ہو جائے اس کے لیے مسنون ہے کہ اللہ کی حمد وثنا بیان کرے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے، اس لیے کہ اللہ کے نبی ﷺ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:" الْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ

وَلا مُوَدَّعٍ وَلا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا[40]" یعنی "ہر طرح کی تعریف اللہ تعالی کے لیے ہے، بہت زیادہ پاکیزہ، مبارک حمد، اے اللہ اسے ہم سے ختم نہ کر، نہ ہی اسے ہمیشہ کے لیے رخصت کر اور نہ ہی ہم میں اس سے بے پروائی کا خیال ہو" (بخاری)۔

ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ ہم اگلے درس میں ان شاء اللہ مسلمان مرد و عورت کے لباس سے متعلق گفتگو کریں گے۔

---

40 (ابن حجر نے کہا ہے: (غير مكفي) کا مطلب ہے: یعنی بندے میں سے کسی کا وہ محتاج نہیں ہے لیکن وہ اپنے بندوں کو کھلاتا ہے اور ان کے لیے کافی ہے اور (وَلا مُوَدَّع) کا مطلب یہ ہے: یعنی انہیں چھوڑتا نہیں ہے۔

مسلمان مرد وخواتین کے لباس کے احکام-۱

اس درس میں ہماری گفتگو مسلمان مرد وعورت کے لباس سے متعلق ہوگی:

- ہمارے اوپر اللہ تعالی کی نعمتوں میں سے یہ ہے کہ اس نے ہمارے اوپر لباس نازل فرمایا۔ اس کے ذریعہ ہم اپنی شرم گاہوں کی ستر پوشی کرتے ہیں، زینت اختیار کرتے ہیں، جاڑے اور گرمی میں اس کے ذریعہ اپنا بچاؤ کرتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے: "يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ" (الأعراف:۲۶) ترجمہ: "اے آدم (علیہ السلام) کی اولاد ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو تمہاری شرم گاہوں کو بھی چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے اور تقوی کا لباس، یہ اس سے بڑھ کر ہے"۔ نیز ارشاد ربانی ہے: " وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيكُمْ بَأْسَكُمْ" (النحل:۸۱) ترجمہ: "اور اسی نے تمہارے لیے کرتے بنائے ہیں جو تمہیں گرمی سے بچائیں اور ایسے کرتے بھی جو تمہیں لڑائی کے وقت کام آئیں"۔
- مسلمان کے لباس اور اس کی زینت میں اصل اباحت ہے، سوائے ان چیزوں کے جن کی حرمت پر دلیل موجود ہو۔ لباس کے ضوابط میں سے ہیں:
- لباس میں مردوں کی عورتوں یا عورتوں کی مردوں سے مشابہت نہ ہو، جیسا کہ بخاری نے عبداللہ بن عباس سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں: " لَعَنَ رَسُولُ اللهِ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنْ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنْ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ"

یعنی "اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی ان مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت اختیار کرتے ہیں، اور ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت اختیار کرتی ہیں"۔

- ان ضوابط میں سے یہ ہے کہ اس میں اہل کفر یا بدعت یا فاسقوں سے مشابہت نہ ہو، جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: " مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ" یعنی "جس نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے"۔ (اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور اسے البانی نے صحیح قرار دیا ہے)۔

- ان ضوابط میں سے یہ ہے کہ وہ لباسِ شہرت نہ ہو، اور وہ ایسا لباس ہے جو سماج و معاشرے کے عادات واطوار کے برخلاف ہو اور جو ہیئت و کیفیت میں غیر معروف ہو، جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: " مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا أَلْبَسَهُ الله ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" یعنی "جس نے دنیا میں شہرت کا لباس زیب تن کیا تو اللہ تعالی قیامت کے دن اسے ذلت کا لباس پہنائے گا"۔ (اسے احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ اور نسائی نے روایت کیا ہے)۔

- ضوابط میں سے یہ ہے کہ لباس حرام نہ ہو، جیسے مردوں کے لیے ریشم اور سونا پہننا، جیسا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں: " إنَّ نبيَّ اللهِ ﷺ أخذ حريرًا، فجعلَه في يمينِه، وأخذ ذهبًا فجعلَه في شِمالِه، ثمَّ قال: «إنَّ هذينِ حرامٌ على ذُكورِ أمَّتي» یعنی: "اللہ کے نبی ﷺ نے ریشم لیا، اسے اپنے دائیں ہاتھ میں رکھا، اور سونا لیا اور اسے اپنے بائیں ہاتھ

میں رکھا، پھر کہا: یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں"۔(اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح قرار دیا ہے)۔

- ضوابط میں سے یہ ہے کہ لباس شرم گاہ کی پردہ پوشی کرنے والا ہو۔ مرد کے لیے ستر ناف سے لے کر گھٹنے تک ہے، جبکہ عورت کا پورا بدن اجنبی مرد کے لیے ستر ہے، جہاں تک عورتوں اور محارم کے مابین عورتوں کے ستر کی بات ہے تو ان سے بھی وہ پورے بدن کا پردہ کرے گی سوائے ان چیزوں کے جو عمومی حالتوں میں ظاہر ہو جاتے ہیں، مثلاً گردن، بال، دونوں قدم وغیرہ۔
- خواتین کے حجاب میں یہ شرط ہے کہ وہ پورے بدن کو چھپائے، اس طور پر کہ اس کا بدن نہ جھلکے اور نہ واضح ہو، اور نہ ایسا تنگ ہو کہ اس سے اعضاء کا حجم واضح ہو۔ اسی طرح وہ بذات خود زینت بھی نہ ہو، نہ ہی وہ خوشبو سے معطر ہو اور نہ ہی خوشبودار چیز سے دھونی دی گئی ہو۔

اے اللہ ہمیں تقوی وعافیت کا لباس پہنا، اپنے خوبصورت ستر سے ہماری پردہ پوشی فرما، ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگلے درس میں اسی موضوع پر ہم اپنی گفتگو مزید جاری رکھیں گے۔ ان شاء اللہ۔

مسلم مرد وخواتین کے لئے لباس کے احکام-۲

ہم نے گذشتہ درس میں مسلم مرد وعورت کے لباس کے بعض احکام کے سلسلے میں گفتگو کی تھی،اس درس میں اسی موضوع پر ہم اپنی بات مکمل کریں گے۔

- شرعی حدود میں رہتے ہوئے فضول خرچی اور کبر وغرور سے بچتے ہوئے لباس میں خوبصورتی اختیار کرنا مستحب ہے۔جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:" إِنَّ اللہ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ" یعنی "یقیناًاللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے"(مسلم)۔اس سے وہ عورت مستثنیٰ ہے جو غیر محرم مردوں کے پاس ہو، وہاں وہ اپنی زینت ظاہر نہیں کرے گی،بلکہ اپنے پورے جسم کا پردہ کرے گی۔
- لباس پہنتے وقت دائیں طرف سے پہننا مستحب ہے،جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:" إِذَا لَبِسْتُمْ وَإِذَا تَوَضَّأْتُمْ، فَابْدَءُوا بِأَيَامِنِكُمْ" یعنی "جب تم لباس پہنو اور جب تم وضو کرو تو اپنی دائیں طرف سے شروع کرو" (اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)۔
- مردوں کے لیے تمام کپڑوں کو ٹخنہ سے نیچے پہننا حرام ہے،جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:" مَا أَسْفَلَ مِنْ الْكَعْبَيْنِ مِنْ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ" یعنی "تہہ بند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے لٹکا ہوگا وہ جہنم میں ہوگا"(بخاری)۔

- ایسے کپڑے پہننا حرام ہے جس پر قرآن کریم کی آیتیں یا اللہ تعالی کا نام ہو، اس لیے کہ ایسا کرنا اس کی بے حرمتی اور پامالی کا سبب ہوگا۔

- ایسے کپڑے پہننا حرام ہے جس پر جاندار چیزوں کی تصویریں ہوں، الا یہ کہ اس سے تصویر کے سر کو ہٹا دیا گیا ہو، جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں: " اسْتَأْذَنَ جِبْرَائِيلُ عَلَى النَّبِيِّ فَقَالَ: أُدْخُلْ، فَقَالَ: كَيْفَ أَدْخُلُ، وَفِي بَيْتِك سِتْرٌ فِيهِ تَصَاوِيرُ؟ إِمَّا أَنْ تَقْطَعَ رُؤُوسَهَا أَوْ يُجْعَلَ بِسَاطًا يُوطَأُ، فَإِنَّا مَعْشَرَ الْمَلَائِكَةِ لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ تَصَاوِيرُ" یعنی "جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ سے اجازت طلب کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تشریف لے آیئے، تو انہوں نے کہا: کیسے آؤں، آپ کے گھر میں تو ایسا کپڑا ہے جس میں تصویریں ہیں؟ یا تو آپ اس کے سروں کو کاٹ دیں، یا اس پر کچھ کپڑا ڈال دیں جو اسے چھپا دے، اس لیے کہ ہم فرشتوں کی جماعت ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے ہیں جس میں تصویریں ہوں"۔ (اسے نسائی نے روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح قرار دیا ہے)۔

- ایسے کپڑے پہننا حرام ہے جن پر کفار کے دینی شعار ہوں، جیسے صلیب، یہودیوں کا اسٹار وغیرہ، جیسا کہ عمران بن حطان کی روایت ہے: (أَنَّ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عنها حَدَّثَته: أَنَّ النَّبِيَّ لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا فِيهِ تَصَالِيبُ إِلَّا نَقَضَهُ) وہ کہتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے بیان کیا کہ نبی

کریم ﷺ اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑتے تھے جس میں صلیب کے نشانات ہوتے مگر اسے توڑ دیتے" بخاری۔

خلاصہ کلام

ہر طرح کی تعریف اللہ تعالی کے لیے ہے جس نے ہمیں عقائد وعبادات اور معاملات واخلاقیات سے متعلق بہت سارے شرعی احکامات اور مسائل سیکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔

ہمارے اوپر لازم ہے کہ جو علم ہم نے سیکھا ہے، اس کے مطابق عمل کریں، تاکہ یہ علم ایسا علمِ نافع بنے جس کا پاکیزہ اثر ہم دنیا وآخرت میں محسوس کرسکیں، اس لیے کہ جس نے علم کے مطابق عمل نہیں کیا تو اس کا وہ علم –العیاذ باللہ- قیامت کے دن اس کے خلاف حجت ہوگا۔ اور اللہ کے نبی ﷺ کی دعاؤں میں سے تھا: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بكَ مِن عِلْمٍ لا يَنْفَعُ" ترجمہ: "اے اللہ! میں تجھ سے ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ پہنچائے"۔ (اسے مسلم نے روایت کیا ہے)۔

اہل علم نے اللہ تعالی کے اس قول کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا ہے: " اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (٦) صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ (7) ترجمہ: "ہمیں سیدھی (اور سچی) راہ دکھا، ان لوگوں کی راہ جن پر تونے انعام کیا، ان کی نہیں جن پر غضب کیا گیا (یعنی وہ لوگ جنھوں نے حق کو پہچانا، مگر اس پر عمل پیرا نہیں ہوئے) اور نہ گمراہوں کی (یعنی وہ لوگ جو جہالت کے سبب راہ حق سے برگشتہ ہوگئے")۔ (سورۃ الفاتحۃ: ٦-٧) اس آیت میں "أنعمت علیھم" سے وہ لوگ مراد

ہیں جنہوں نے علم نافع اور عمل صالح کو اکٹھا کیا، اور "مغضوب علیہم" سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے علم تو حاصل کیا لیکن عمل چھوڑ دیا، اور "ضالون" سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے بغیر علم کے عمل کیا۔

اسی طرح ہمیں چاہیے کہ جو علم ہم نے اس کتاب میں سیکھا ہے اسے پھیلائیں اور دوسروں تک پہنچائیں، جیسا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: مجھ سے جو باتیں سیکھتے ہو وہ دوسروں تک پہنچاؤ، گرچہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو" (بخاری)۔

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اس علم کو ہمارے لیے نافع بنائے، ہمارے خلاف حجت نہ بنائے، اور درود وسلام نازل ہو ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، ان کی آل واولاد اور تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اور ہر طرح کی تعریف اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔

مراجع ومصادر

- رسالة ثلاثة الأصول وأدلتها، إمام محمد بن عبدالوهاب.
- سماحة الشيخ عبد العزيز بن باز رحمه الله کے فتاوی ورسائل.
- شيخ محمد بن صالح العثيمين رحمه الله کے فتاوی ورسائل
- معجم التوحيد، شيخ إبراهيم أباحسين.
- البدعة تعريفها وبيان أنواعها وأحكامها، شيخ صالح الفوزان.
- نور السنة وظلمات البدعة، شيخ سعيد بن علي بن وهف القحطاني.
- منهج السالكين، شيخ عبدالرحمن بن سعدي.
- الملخص الفقهي، شيخ صالح الفوزان.
- ملخص فقه العبادات، القسم العلمي بمؤسسة الدرر السَّنيَّة.
- مختصر مخالفات الطهارة والصلاة، شيخ عبدالعزيز السدحان، اختصار، عبدالله العجلان.
- دليل المسلم الميسر، شيخ فهد باهمام.
- مالا يسع المسلم جهله – للشيخ عبدالله المصلح والشيخ صلاح الصاوي.
- سبل السلام، شيخ عبدالله البكري.

ویب سائٹ رابطے: دائمی کمیٹی برائے افتاء کی ویب سائٹ،

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کی ویب سائٹ،

الدرر السنية کی ویب سائٹ،

الإسلام سؤال وجواب کی ویب سائٹ،

الوکہ کی ویب سائٹ.

یہ کتاب

- اس کتاب میں اسلامی عقائد واحکام اور اخلاق ومعاملات کے سلسلے میں ایسی قیمتی اور اہم معلومات بیان کی گئی ہیں جن کا جاننا اور سمجھنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔
- اس کتاب میں ارکانِ اسلام وایمان، طہارت وصفائی، نماز وروزہ، زکوۃ وحج اور اخلاق ومعاملات سے متعلق ضروری معلومات جمع کردی گئی ہیں جنہیں بآسانی سمجھا جاسکتا ہے۔
- یہ کتاب نہایت آسان اسلوب اور عام فہم زبان میں تیار کی گئی ہے تاکہ ہر خاص وعام اسے بخوبی سمجھ سکے۔
- کتاب کی اہمیت کے پیش نظر مسلمان خاندانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے گھروں میں وقفہ وقفہ سے اس کے دروس کا اہتمام کریں تاکہ ان کے گھروں میں صحیح اور حقیقی اسلام کو جاننے اور سمجھنے کا ماحول پیدا ہوسکے۔
- ائمہ حضرات نمازوں کے بعد مسجد کے نمازیوں کے سامنے اس کتاب کے دروس پیش کرسکتے ہیں۔
- دعاۃ الی اللہ اپنے دروس ومحاضرات میں اس کتاب کی مدد سے ترغیب وترہیب کا فریضہ انجام دے سکتے ہیں۔
- اسکولوں اور کالجوں کے اساتذہ اس کتاب کے دروس بچوں کے سامنے پیش کرسکتے ہیں تاکہ وہ صحیح دینی معلومات سے ہمکنار ہوسکیں۔
- یہ کتاب مسلمانوں کے ہر طبقہ کے لیے مفید اور ہر گھر کی ضرورت ہے، اس سے خود بھی استفادہ کریں اور دوسروں تک بھی پہنچائیں۔

Designed: EZDAN DIGITAL (بےڈیزائن) 0307-4122161

ناشر: مرکز بصیرت مکہ مکرمہ
BASEERAT
+966-537537262 mudcm1442@gmail.com